سلسلۂ مطبوعات ۸

انجمن اصلاح معاشرہ

طہارت کے احکام ومسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

عبدالولی عبدالقوی

داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات

الحائط۔ سعودی عرب

انجمن اصلاحِ معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی۔ انڈیا

طہارت کے احکام ومسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

عبدالولی عبدالقوی

داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات

الحائط / سعودی عرب

انجمن اصلاح معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

Email: anjuman15@hotmail.com

نام کتاب	:	طہارت کے احکام ومسائل
تالیف	:	عبدالولی عبدالقوی
طابع وناشر	:	انجمن اصلاح معاشرہ
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۵
سلسلہ مطبوعات	:	۸

یہ کتاب مفت تقسیم کے لئے ہے،
لہذا اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

انجمن اصلاح معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

ANJUMAN ISLAH - E- MUASHARAH

Bandi Kalan, Mohammadabad

Distt: Mau (U.P) INDIA

Email: anjuman15@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

أحمد الله رب العالمين، أبلغ الحمد و أكمله و أعظمه و أتمه و أشمله الذى شرح صدر من شاء من عباده للفقه فى الدين، و وفق لاتباع آثار السلف الصالحين و أشهد أن لا اله الا الله اعتقادا لربوبيته و اذعانا لجلاله و عظمته و صمديته ، و أشهد أن محمدا عبده ورسوله المصطفى من خليقته و المختار المجتبى من بريته ﷺ ، زاده الله شرفا و فضلا لديه و كرم . أما بعد :

طہارت کا موضوع انتہائی گراں قدر اور غایت درجہ اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ کلمہ شہادت کے اقرار کے بعد اسلام کا اول ترین فریضہ نماز اسی طہارت سے وابستہ ہے، اسلام کی دیگر بہت سی عبادتیں اس سے مربوط ہیں، چنانچہ بندہ مسلم کی نماز جسم، جگہ اور کپڑے کی پاکی کے بغیر درست نہیں ہے' اسی بنا پر محدثین عظام اور فقہاء کرام نے جب اپنی کتابوں کا آغاز کیا ہے تو سب سے پہلے طہارت کے مسائل کو ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نماز سے پہلے وضو کا حکم دیا، پھر اللہ نے اس کی غرض و غایت بیان فرمائی کہ اس سے اللہ تعالی تمھیں پاک وصاف رکھنا چاہتا ہے جس کے لئے تمھیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿مَا يُرِيدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَـكِن يُرِيدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (المائدة:٦)

اللہ تعالی (غسل، وضو اور تیمّم کے احکام دے کر) تم پر زندگی تنگ نہیں کرنا چاہتا بلکہ

وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک وصاف کردے اور اپنی نعمت تم پر مکمل کردے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

حدیث میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ کی قریبی بستی قبا کے لوگ نماز کے لئے طہارت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے جس پر اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ان کی یوں تعریف فرمائی۔

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ (توبة:١٠٨)

(مسجد قبا) میں ایسے لوگ (نماز پڑھتے) ہیں جو طہارت کو بہت پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالی طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اور خود رسول اللہ ﷺ کو رب کریم نے یہ حکم دیا:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (4) وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر:٤-٥)

اے نبی اکرم ﷺ اپنے کپڑے صاف رکھیئے اور گندگی سے دور رہیے۔

گویا دین اسلام کی بیشتر عبادات کا انحصار طہارت اور پاکیزگی پر ہے اور روح کی پاکیزگی کے ساتھ جسم ولباس کی پاکیزگی بھی لازم وملزوم ہیں۔

نیز یہ دین اسلام کے عظیم محاسن میں سے ہے کہ اس نے ہمیں ہر چیز کی تعلیم دی، یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے، سونے اور جاگنے تک کا سلیقہ سکھایا اور طہارت و پاکیزگی کا عمدہ نمونہ پیش کیا۔

جیسا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ان سے مشرکین نے کہا کہ تمہارے نبی تمھیں ہر چیز کی یہاں تک کہ قضائے حاجت تک کی بھی تعلیم دیتے ہیں، تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے کہ کوئی بائیں ہاتھ سے استنجا کرے یا بوقت قضائے حاجت قبلہ کی طرف رخ کرے اور گوبر

اور ہڈی سے استنجا کرے، اورفرمایا کوئی تین پتھر سے کم میں استنجا نہ کرے۔
مسلم/ الطہارۃ ۲۶۲/ ۵۷، ابوداؤد/ الطہارۃ ۷

طہارت جس طرح اسلام کے عظیم محاسن میں سے ہے اسی طرح یہ بندوں پر اللہ کی عظیم نعمت بھی ہے جو ہر مسلمان سے شکر کا تقاضا کرتی ہے، کیوں کہ اگر اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ ہمیں ان چھوٹے بڑے مسائل کی تعلیم نہ دی ہوتی، تو ہماری زندگی بھی دیگر باطل مذاہب کے پیروکاروں کی طرح ایک وحشیانہ زندگی ہوتی۔

اسی اہمیت کے پیش نظر ناچیز نے بھی اللہ کے فضل وکرم اوراس کی توفیق سے طہارت کے موضوع پر چند کلمات ہدیہ قارئین کئے ہیں' کیوں کہ زبان وقلم کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ دین حق کے اعلان واظہار کا ذریعہ قرار پائیں، چنانچہ ہم ان سطروں کے ذریعہ ہر مسلمان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ وہ دین کے بنیادی مسائل کی جانکاری کے ساتھ اس کے فروعی مسائل کی معلومات بھی حاصل کریں، اس میں اپنے قیمتی اوقات کو لگائیں اوراسے اپنی لگن وجستجو کا مرکز بنائیں تا کہ اللہ کی عبادت علم وبصیرت کے ساتھ انجام دے سکیں۔

اس کتاب کی تالیف میں حتی المقدوراس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلوب انتہائی سادہ اورسہل ہوتا کہ ہر خاص وعام بآسانی مستفید ہوسکیں۔

اللہ کے فضل وکرم اوراس کی توفیق سے اس کتاب میں ہر مسئلہ کو کتاب وسنت کے واضح دلائل سے مرصع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ جو کچھ حق اور درست ہے، وہ اللہ کی جانب سے ہے اوراگر کوئی غلطی اورکوتاہی ہے تو وہ میری اورشیطان کی جانب سے ہے اوراللہ ورسول اس سے بری ہیں۔

جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مسئلہ میں فتوی دینے کے بعد کہا:

اگر یہ فتوی درست ہو تو اللہ کی جانب سے ہے اوراگر غلط ہو تو میری اورشیطان کی جانب سے ہے اوراللہ اوراس کے رسول اس سے بری ہیں۔
ابوداؤد/ النکاح ۲۱۱۶ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۹۷ ح ۱۸۵۸

یہ بحث ایک مقدمہ، نوفصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، گرچہ حیض ونفاس کا موضوع بھی طہارت سے تعلق رکھتا ہے لیکن چوں کہ اس موضوع پر مستقل کتابچہ شائع ہو چکا ہے، اس لئے اسے اس کتاب میں تکرار سے بچتے ہوئے بوجہ اختصار شامل نہیں کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن فرمائے، حسن عمل کی توفیق سے نوازے، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کی توفیق کی نعمت سے سرفراز فرمائے، اللہ مؤلف کی اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے، اس کتاب کو زندگی میں اورمرنے کے بعد اجر جزیل کا ذریعہ بنائے اوراس سے لوگوں کو نفع پہنچائے۔ آمین

و صلى الله على نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين

طالب دعا
عبدالولی عبدالقوی
بندی کلاں ، محمد آباد ، ضلع: مئو
یوپی ، انڈیا
waliazami@gmail.com

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ
موافق: ۲۳ مئی ۲۰۰۶ء

پہلی فصل:

طہارت کا مفہوم، اہمیت، فضیلت اور اقسام

❁ طہارت کا مفہوم:

نماز سے مانع چھوٹی و بڑی ناپاکی یا نجاست کو پانی سے یا اس کے حکم کو مٹی سے زائل کرنے کو اصطلاح شرع میں طہارت کہا جاتا ہے۔ (المغنی ۱/۱۲۱)

❁ طہارت کی اقسام:

طہارت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: چھوٹی و بڑی ناپاکی سے طہارت حاصل کرنا۔ دوسری قسم: گندگیوں سے طہارت حاصل کرنا۔

ناپاکی سے طہارت حاصل کرنے کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وضو (۲) غسل (۳) ان دونوں کے بدلہ تیمّم

بدایۃ المجتہد ۱/۵

❁ طہارت کی فضیلت:

طہارت نصف ایمان ہے:

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''طہارت نصف ایمان ہے، ایک مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہنا ترازو کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے، ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہنا زمین وآسمان کے درمیان ساری

جگہ کو (نیکیوں) سے بھر دیتا ہے، نماز نور ہے، صدقہ (ایمان) کی دلیل ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن مجید (روز قیامت) تیرے حق میں یا تیرے خلاف گواہی دے گا، ہر آدمی صبح اٹھتا ہے تو اس کی جان گروی ہوتی ہے، جسے یا تو وہ (نیکی کرکے) آزاد کر لیتا ہے یا (گناہ کرکے) ہلاک کرتا ہے''۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۲۳)

❁ طہارت کی اہمیت:

نماز کے لئے حدث اصغر (چھوٹی ناپاکی) اور حدث اکبر (بڑی ناپاکی) اور ہر طرح کی نجاست سے پاکی ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فاغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُواْ بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِن كُنتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُواْ وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مَّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَـكِن يُرِيدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (المائدہ:۶)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو، تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو، تو غسل کرو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے، تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو، اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تم پر

کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کوئی بھی نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں فرماتا ہے.....۔
(مسلم/ الطہارۃ ۲۲۴)

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
نماز کی کنجی پاکی ہے......۔
(ابوداؤد/ الطہارۃ ۶۱، ترمذی ۳، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۱۵ ح ۵۵، ارواء الغلیل ۲/ ۹ ح ۳۰۱)

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ اے نبی ﷺ اپنے کپڑوں کو پاک رکھیئے۔

چنانچہ یہ پاکی حدث اصغر (چھوٹی ناپاکی) کی صورت میں وضو اور حدث اکبر (بڑی ناپاکی) کی صورت میں غسل اور پانی نہ ملنے یا اس کے استعمال سے عاجزی کی صورت میں تیمّم سے حاصل ہوتی ہے، نیز نجاست وگندگی سے اجتناب اور شرعی طریقہ سے اس کا ازالہ ضروری ہے، جیسا کہ ذیل کے صفحات میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

❁ حدث اکبر و اصغر سے مراد:

حدث اکبر سے مراد وہ ناپاکی ہے جس سے غسل واجب ہوجاتا ہے جیسے جنابت، حیض ونفاس اور حدث اصغر سے مراد وہ ناپاکی ہے جس سے وضو واجب ہوجاتا ہے، جیسے پیشاب، پاخانہ اور وضو کو توڑ دینے والی تمام چیزیں۔
(المنتقی من فتاوی الفوزان ۳/سوال نمبر ۶)

دوسری فصل:

پانی کے احکام ومسائل

نماز کے لئے پاکی شرط ہے اور پاکی کے لئے پانی کا پاک ہونا ضروری ہے، چنانچہ ہم ذیل میں پانی سے متعلق بعض اہم اور ضروری مسائل کا ذکر کرتے ہیں:

واضح رہے کہ پانی یا تو اپنی اصل خلقت پر باقی ہوگا یا اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہوگا، اگر اپنی اصل خلقت پر باقی ہے تو وہ فی نفسہ پاک ہے اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور اگر اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہے، تو پھر اس کی دو حالتیں ہیں یا تو وہ کسی پاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہے یا کسی ناپاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے، اگر کسی پاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہے، تو وہ فی نفسہ پاک ہے لیکن دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت اس میں موجود ہے یا نہیں، اس میں قدرے تفصیل ہے جیسا کہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے اور اگر کسی ناپاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل حالت سے بدلا ہوا ہے تو وہ پانی فی نفسہ ناپاک ہے اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت مفقود ہے۔

چنانچہ مذکورہ بالا توضیح کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ پانی کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ پانی جو اپنی اصل خلقت پر باقی ہو، وہ فی نفسہ پاک ہے اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت موجود ہے، لہذا اس پانی سے پاکی حاصل کرنا درست ہے۔

جیسے کہ بارش کا پانی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوراً﴾ (فرقان:۴۸)

''یعنی ہم نے آسمان سے پاک پانی برسایا'' (یعنی ایسا پانی جو خود بھی پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّن السَّمَاء مَاء لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ﴾ (الانفال:۱۱)

''اور (اللہ) تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے''۔

اسی طرح سمندر کا پانی:

رسول اللہﷺ نے فرمایا: "هو الطهور ماء ه و الحل ميتته"

سمندر کا پانی پاک ہے (اور اس میں دوسروں کو پاک کرنے کی صلاحیت موجود ہے) اور اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۸۳،ترمذی ۶۹، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد وداؤد/ ۱۹ح ۷۶)

کنویں کا پانی:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ سے سوال کیا گیا، کیا ہم بضاعۃ کے کنویں سے وضو کر سکتے ہیں؟ یہ ایسا کنواں ہے جس میں بدبودار اشیاء پھینکی جاتی ہیں (واضح رہے کہ بضاعۃ کا کنواں نشیب پر تھا ہوا اور بارش کا پانی ان گندگیوں کو بہا کر اس میں لے جاتا تھا) تو آپﷺ نے فرمایا:

پانی پاک ہے (اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت موجود ہے) اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی (ہاں اگر اس کا رنگ، بو اور ذائقہ کسی ناپاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے تبدیل ہو جائے، تو ایسا پانی ناپاک ہے)

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۶۶ ،ترمذی ۶۶ ،نسائی ۱/ ۱۷۴، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۴۵)

زمزم کا پانی:

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک ڈول زمزم کا پانی منگوایا اس میں سے کچھ پیا اور وضو کیا۔ (۳۰)

(زوائد المسند لعبداللہ بن امام احمد ۱/ ۷۶ تحقیق الالبانی (حسن) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۴۵)

دوسری قسم: وہ پانی جو پاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہو، اس کے مندرجہ ذیل چار احوال ہیں:

پہلی حالت: وہ پانی کسی ایسی پاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہو جو پانی ہی کی طرح پاک ہے، مثلاً مٹی یا جس کی اصلیت پانی ہی ہے، جیسے کہ نمک، برف یا ان جیسی چیزیں تو وہ پانی پاک ہے، اس سے پاکی حاصل کرنا درست ہے۔

دوسری حالت: وہ پانی کسی ایسی پاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہو، جس سے بچنا مشکل ہے، جیسے کنووں، نہروں، تالابوں وغیرہ میں اس کے کنارہ پر واقع درختوں کے پتوں کا گرنا، اس میں گھاس اور پودوں کا اگ آنا، ہواؤں کے ذریعہ اس میں گرد وغبار گھاس پھوس اور پتوں وغیرہ کا پڑ جانا، تو وہ پانی پاک ہے، کیوں کہ ان چیزوں سے پانی کو بچانا مشکل ہے، چنانچہ اس پانی سے طہارت حاصل کرنا درست ہے۔

تیسری حالت: پانی میں کوئی ایسی پاک چیز پڑ جائے، جو پانی کے ساتھ مخلوط نہیں ہوتی، جیسے کہ لکڑی، لوہا وغیرہ تو وہ پانی پاک ہے، اس سے پاکی درست ہے۔

چوتھی حالت: پانی میں کوئی پاک چیز پڑ جائے، جو پانی کے ساتھ مخلوط ہو جاتی ہے جیسے کہ دودھ، شہد، جوس اور ان جیسی چیزیں، تو اس پانی سے پاکی حاصل کرنا درست نہیں ہے،

کیوں کہ ان چیزوں کے مخلوط ہوجانے کے بعد اب اس کا نام پانی باقی نہیں رہا۔
لیکن اگر پانی میں کوئی پاک چیز مخلوط ہوئی، لیکن اس سے پانی کا اطلاق ختم نہیں ہوا، تو اس پانی سے پاکی درست ہے۔
ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے لکڑی کے ایک ٹب کے پانی سے غسل کیا، پانی میں گندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔
(نسائی/ الطہارۃ ۲۴۱، ابن ماجہ ۳۷۸، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجۃ ۱/۶۶ ح ۳۰۳، ارواء الغلیل ۱/۶۴)

تیسری قسم: ناپاک پانی: وہ پانی جو کسی ناپاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدلا ہوا ہو، یعنی اس کا رنگ، بو، مزہ تبدیل ہوگیا ہو، تو وہ پانی بالاتفاق ناپاک ہے، اس سے پاکی حاصل کرنا درست نہیں ہے۔
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''اگر پانی ناپاک چیز کے پڑنے کی وجہ سے اپنی اصل خلقت سے بدل جائے، تو وہ بالاتفاق ناپاک ہے۔'' (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۱:۳۰)
قارئین کرام! اس موضوع سے متعلق اہل علم کی تحریروں کا یہ خلاصہ تھا جسے ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔
اس موضوع پر مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، شرح العمدۃ لابن تیمیہ، الاقناع للحجاوی، المغنی لابن قدامۃ، المجموع للنووی اور ان کے علاوہ دیگر کتب فقہ۔

تیسری فصل:

قضائے حاجت کے آداب

قضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے کچھ ضروری و مستحب آداب ہیں، ان میں سے چند کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) قضائے حاجت کے وقت اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ رکھی جائے جس میں اللہ کا نام ہو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی انگوٹھی (جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا) اتار دیا کرتے تھے۔
(ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۹، ترمذی ۱۷۴۶، نسائی ۵۲۱۰، ابن ماجہ ۳۰۳، اس حدیث کو بعض اہل علم نے ضعیف اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے۔ امام منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، کیوں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے: تلخیص الحبیر لابن حجر ۱/ ۱۰۷ حدیث ۱۴۰)
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''بیت الخلاء میں کسی ایسی چیز کا لے جانا مکروہ ہے جس پر اللہ کا نام ہو۔''
(روضۃ الطالبین ۱/ ۶۶)
علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
''جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز ہو جس میں اللہ کا نام ہو تو اس کا نکال دینا مستحب ہے۔'' (المغنی ۱/ ۲۲۷)

(الا یہ کہ اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے کسی چیز میں چھپا کر ساتھ رکھ لے)۔

(۲) قضائے حاجت کے لئے لوگوں کی نگاہوں سے دور جایا جائے:

جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تو اتنی دور جا کر بیٹھتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھتا۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۲، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۲/ح ۲)

مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے مغیرہ پانی کا لوٹا لو، میں نے پانی کا لوٹا لیا اور آپ ﷺ کے ہمراہ نکلا، آپ قضائے حاجت کے لئے نکلے، تو اتنی دور گئے یہاں تک کہ مجھ سے روپوش ہو گئے اور آپ نے قضائے حاجت کی۔

(بخاری/ الصلاۃ ۳۶۳، مسلم/ الطہارۃ ۲۷۲)

(۳) قضائے حاجت کے وقت منھ یا پیٹھ قبلہ کی جانب نہ کی جائے:

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جب تم قضائے حاجت کے لئے آؤ تو قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھو، لیکن پورب یا پچھم کی جانب منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھو''۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم ملک شام آئے تو ہم نے کچھ بیت الخلاء ایسے دیکھے جو قبلہ رخ بنائے گئے تھے، تو ہم حتی المقدور ترچھے ہو کر بیٹھتے تھے اور اللہ تعالی سے استغفار کرتے تھے۔

(بخاری/ الصلاۃ ۳۹۴، مسلم/ الطہارۃ باب الاستطابۃ ۲۶۴)

علماء نے کہا: یہ خطاب اہل مدینہ سے ہے اور جو ان کے حکم میں ہیں کہ اگر وہ قضائے

حاجت کے لئے مشرق و مغرب کی جانب رخ کریں تو ان کا منھ یا پیٹھ قبلہ کی جانب نہیں ہوگا، لیکن جو ان کے خلاف ہیں تو وہ قضائے حاجت کے لئے شمال یا جنوب کی جانب رخ کر کے بیٹھیں تاکہ قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ نہ ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بہن ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر چھت پر چڑھا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو (چھت پر) قضائے حاجت کے لئے بیٹھا ہوا دیکھا، آپ ﷺ کا منہ شام کی طرف اور پیٹھ قبلہ کی طرف تھی۔

(بخاری/ الوضوء ۱۴۸، مسلم/ الطہارۃ باب الاستطابۃ ۲۶۶)

ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حدیث کو عموم پر محمول کیا ہے کہ کھلے میدان یا بیت الخلاء ہر جگہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب رخ یا پشت کرنا ممنوع ہے اور اہل علم کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے۔

بعض اہل علم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں ممانعت کو کھلے میدان کے ساتھ خاص کیا ہے۔

لیکن ایک مسلمان کے لئے افضل یہ ہے کہ کھلے میدان اور بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب رخ یا پشت کر کے بیٹھنے سے بچے کیوں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس بات کا احتمال ہے کہ وہ ممانعت سے پہلے کی ہو، یا یہ چیز نبی ﷺ کے ساتھ خاص رہی ہو، جیسا کہ اہل علم کی ایک جماعت کی رائے ہے۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔

(۴) بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یا کھلے میدان میں اپنے کپڑوں کو سمیٹتے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

''بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''

اللہ کے نام سے، اے اللہ میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے، تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

(بخاری/ الوضوء ۱۴۲، مسلم/ الطہارۃ ۳۷۵)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہیں، لہذا جب کوئی شخص بیت الخلاء میں جائے، تو کہے:

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

''اللہ کی پناہ لیتا ہوں نر اور مادہ خبیث جنوں کے شر سے''۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۶، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۴ ح ۴)

علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ستر ما بین أعین الجن و عورات بنی آدم اذا دخل أحدکم الخلاء أن یقول: " **بسم الله**"

جنوں کی نگاہوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے بیچ پردہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص بیت الخلاء میں داخل ہو، تو بسم اللہ کہے۔

(ترمذی/ الجمعۃ ۶۰۶، ابن ماجہ ۲۹۷، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۸۶)

(۵) بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا:

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانے سے نکلتے، تو یہ فرماتے:

"غُفْرَانَکَ" اے اللہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔

(ابوداود/ الطہارۃ ۳۰، ترمذی ۷، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۹ ح ۲۳)

(۶) جب کھلے میدان میں ہو تو اپنے کپڑے نہ اٹھائے یہاں تک کہ زمین سے قریب ہو جائے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے، تو اپنے کپڑے کو نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ زمین سے قریب ہو جاتے۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴، ترمذی/ الطہارۃ ۱۴، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۶ ح ۱۱)

(۷) راستہ اور سائے کی جگہ میں قضائے حاجت کرنا منع ہے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اتقوا اللعانین، قالوا: و ما اللعانان یارسول الله ؟ قال: الذی یتخلی فی طریق الناس أو فی ظلهم"

لوگو! لعنت کے دو کاموں سے بچو، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ لعنت کے وہ دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی گزرگاہ اور سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت کرنا۔

(مسلم/ الطہارۃ ۲۶۹)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اتقوا الملاعن الثلاثة: البراز فی الموارد و قارعة الطریق و الظل"

تین لعنت کی جگہوں سے بچو، گھاٹ، عام راستہ اور سایہ دار جگہ پر قضائے حاجت کرنا۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۲۶، ابن ماجہ/ الطہارۃ ۳۲۸، تحقیق الالبانی (حسن) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۰۰)

(۸) قضائے حاجت کے وقت شرمگاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگایا جائے اور نہ ہی

دائیں ہاتھ سے استنجا کیا جائے:

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا شرب أحدكم فلا يتنفس فى الاناء و اذا اتى الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه و لا يتمسح بيمينه"

''جب کوئی شخص پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے، جب کوئی قضائے حاجت کو جائے تو شرمگاہ کو داہنا ہاتھ نہ لگائے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے''۔

(بخاری/ الوضوء۱۵۳، ۱۵۴، مسلم/ الطہارۃ ۲۶۷)

(۹) پیشاب و پاخانہ کی نجاست کو زائل کرنا:

پیشاب و پاخانہ کی نجاست کو پانی یا مٹی کے ڈھیلے یا اس کے قائم مقام رومال، کپڑے وغیرہ سے صاف کرلیا جائے۔

اس کے مندرجہ ذیل تین احوال ہیں:

پہلی حالت: پہلے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنا پھر پانی سے استنجا کرنا، اگر اس میں کوئی مشقت نہ ہو، تو یہی افضل ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر مٹی کے ڈھیلوں کے بعد پانی استعمال کرے، تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔'' (المغنی ۱/ ۲۰۸)

دوسری حالت: صرف پانی سے استنجا کرنا:

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے نکلتے، تو میں اور ایک لڑکا پانی کا لوٹا لے آتے، آپ ﷺ اس سے استنجا کرتے۔

(بخاری/ الوضوء باب الاستنجاء بالماء ۱۵۰، مسلم/ الطہارۃ ۲۷۱)

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اہل قبا کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ﴾ (التوبۃ: ۱۰۸)

اس میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا اللہ تعالی نے تمہارے طہارت کی تعریف فرمائی ہے، تم کیا کرتے ہو، انہوں نے کہا: ہم پیشاب و پاخانہ کے بعد پانی استعمال کرتے ہیں۔

(جامع البیان عن تأویل آی القرآن ج ۷/ ۴۰)

تیسری حالت: صرف ڈھیلے استعمال کرنا:

اگر مٹی کے ڈھیلے استعمال کئے جائیں، تو ضروری ہے کہ تین یا اس سے زیادہ ہوں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يستنجى أحدكم بدون ثلاثة أحجار"

''کوئی شخص تین پتھروں سے کم میں استنجا نہ کرے''۔

(مسلم/ الطہارۃ ۲۶۲)

اور افضل ہے کہ طاق استعمال کئے جائیں۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"و من استجمر فليوتر"

''جو پتھر استعمال کرے، تو طاق استعمال کرے''۔

(بخاری/ الوضوء ۱۶۲، مسلم/ الطہارۃ ۲۳۷)

(۱۰) گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنا منع ہے:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے (از راہ تمسخر) کہا گیا: تمہارے نبی نے تمھیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے، حتی کہ پیشاب اور پاخانہ کی بھی، سلمان فارسی

رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قضائے حاجت کرتے وقت قبلہ کی جانب رخ کرنے، استنجا کرتے وقت دایاں ہاتھ استعمال کرنے، تین پتھروں سے کم میں نیز گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(مسلم/ الطہارۃ ۲۶۲)

(۱۱) استنجا کے بعد اپنے ہاتھوں کو مٹی یا صابن سے اچھی طرح صاف کرلیا جائے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء کے لئے تشریف لے جاتے، تو میں آپ کو پانی کا لوٹا یا چمڑے کی چھاگل لا کر دیتا، آپ ﷺ استنجا کرتے اور مٹی پر ہاتھ مل کر صاف کرتے، پھر میں آپ کو دوسرے برتن میں پانی دیتا، تو آپ ﷺ وضو فرماتے۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۴۵، ابن ماجہ ۳۵۸، تحقیق الالبانی (حسن) دیکھئے: صحیح ابو داؤد ۱/ ۱۱ ح ۳۵، صحیح ابن ماجۃ ۱/ ۶۳ ح ۲۸۷)

چنانچہ استنجاء سے فراغت کے بعد اپنے ہاتھ کو مٹی یا صابون وغیرہ سے صاف کرلیا جائے، یہ شریعت اسلامیہ کے محاسن سے ہے کہ اس نے ہمیں ہر چھوٹی بڑی چیز کی تعلیم دی ہے، جس سے دیگر ادیان محروم ہیں، لہذا ایک مسلمان کو اسلام کے ہر چھوٹے بڑے حکم کو عملی جامہ پہنانا چاہئے اور شریعت کے کسی معاملہ کو حقیر سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۲) نیند سے بیدار ہو کر اپنے ہاتھ کو تین بار دھوئے بغیر پانی میں نہ ڈالے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو کوئی سوکر اٹھے تو برتن میں اپنے ہاتھ کو نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے، کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔''

(بخاری/ الوضوء ۱۶۲، مسلم/ الطہارۃ ۲۷۸، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔)

مطلب یہ ہے کہ نیند سے جاگ کر ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھو کر پھر انھیں پانی کے برتن میں ڈالنا چاہئے، ہوسکتا ہے کہ بحالت نیند ہاتھ بدن کے کسی حصہ کو لگ کر پلید ہو گئے ہوں۔

(۱۳) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے، اس کی تصدیق مت کرو، کیوں کہ آپ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔

(نسائی/ الطہارۃ ۲۹، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ ۱/ ۳۹۱ ح ۲۰۱)

البتہ بیماری یا تکلیف کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور نبی اکرم ﷺ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر کسی قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ہوا، تو نبی اکرم ﷺ ایک دیوار کے پیچھے کھڑے ہوئے اور پیشاب کیا، میں آپ ﷺ سے الگ ہو گیا، تو آپ ﷺ نے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا، تاکہ پردہ ہو جائے، چنانچہ میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا حتی کہ آپ پیشاب سے فارغ ہو گئے۔ (بخاری/ الوضوء ۲۲۵)

(۱۴) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور پھر شاید اسے اس سے غسل

کرنا پڑ جائے۔'' (بخاری/ الوضوء۲۳۹ مسلم/ الطہارۃ۲۸۲)

(۱۵) پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ضروری ہے :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں، ان میں سے ایک پیشاب کے چھیٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ (بخاری/ الوضوء۲۱۸، مسلم/ الطہارۃ۲۹۲)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه"

''پیشاب کے چھیٹوں سے بچو، کیوں کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے''۔

(دارقطنی ۱/ ۲۳۱ح ۴۵۹، تحقیق الالبانی (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۳۱۰ح ۲۸۰)

چوتھی فصل:

مسواک کے فضائل ومسائل

منہ کی بدبو اور دانتوں کے پیلا پن کو زائل کرنے کے لئے دانتوں اور مسوڑھوں میں لکڑی یا اس جیسی کسی چیز کے استعمال کو مسواک کہا جاتا ہے۔

الملخص الفقہی ص۳۵، فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام ج۱/ ۳۷

(۱) مسواک کی فضیلت:

مسواک کی بابت رسول اللہ ﷺ سے سو سے زائد احادیث وارد ہیں، جن سے مسواک کی فضیلت اور تاکید ثابت ہوتی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"السواك مطهرة للفم و مرضاة للرب"

مسواک منہ کے لئے طہارت کا سبب ہے اور پروردگار کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔

نسائی/ الطہارۃ۵ (صحیح) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۱۴، ارواء الغلیل ۱/ ۱۰۵ح ٦٦

مسواک ہمہ وقت مستحب ہے، لیکن کچھ مخصوص اوقات میں اس کی فضیلت مزید بڑھ جاتی ہے، جیسا کہ ذیل کی سطور میں ہم اس کا ذکر کرتے ہیں:

مندرجہ ذیل اوقات میں مسواک مزید مستحب ہے:

(۱) وضو کے وقت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لو لا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل وضوء"

''اگر میں اپنی امت کے لئے دشوار نہ سمجھتا، تو میں ان پر ہر وضو کے وقت مسواک کو لازم کردیتا''۔ (بخاری/ الصیام ۳۱۰)

(۲) ہر نماز کے وقت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لو لا أن أشق على أمتي او على الناس لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة"

اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کے مشقت و پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں ہر نماز کے وقت مسواک کا (واجبی) حکم دیتا۔

بخاری/ الجمعۃ ۸۸۷، مسلم/ الطہارۃ ۲۵۲

(۳) نیند سے بیدار ہوکر:

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے ملتے۔ (یعنی اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے)

بخاری/ الوضوء ۲۴۵، مسلم، الطہارۃ ۲۵۵

(۴) گھر میں داخل ہوتے وقت:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے، تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۵۳)

(۵) قرآن کریم کی تلاوت کے وقت:

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان العبد اذا تسوك ثم قام يصلي قام الملك خلفه فيستمع لقراءته، فيدنوا منه –أو كلمة نحوها– حتى يضع فاه على فيه فما يخرج من فيه

شيئ من القرآن الا صار في جوف الملك ،فطهروا أفواهكم للقرآن"

بندہ مسلم جب مسواک کرکے نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہوکر اس کی تلاوت سنتا ہے، پھر اس سے قریب ہوتا ہے (یا آپ ﷺ نے اسی جیسی کوئی بات کہی) یہاں تک کہ اپنے منہ کو اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے، چنانچہ اس کے منہ سے قرآن کی جو بھی تلاوت نکلتی ہے وہ فرشتہ کے پیٹ میں چلی جاتی ہے، لہذا تم اپنے منہ کو قرآن (تلاوت) کے لئے پاک کرو۔

مسند بزار ۲/ ۲۱۴ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۲۰۴ ح ۲۱۵، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۳/ ۲۱۵

امام صنعانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''مسواک ہمہ وقت مستحب ہے، لیکن اس کا استحباب پانچ اوقات میں مزید بڑھ جاتا ہے (۱) نماز کے وقت، خواہ پانی سے وضو کیا ہو، یا مٹی سے تیمّم کیا ہو یا پانی اور مٹی دونوں نہ پانے کی وجہ سے وضو نہ کیا ہو (۲) وضو کے وقت (۳) قرآن کریم کی تلاوت کے وقت (۴) نیند سے بیدار ہوکر (۵) منھ کا ذائقہ بدل جانے کے وقت۔''

سبل السلام ۱/ ۵۹

❁ مسواک کا مسنون طریقہ:

مسواک کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ مسواک کی لکڑی کو اپنی دانتوں اور مسوڑھوں پر پھراتے وقت دائیں سے شروع کرکے بائیں جانب لے جائیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتے پہننے، کنگھی کرنے، طہارت حاصل کرنے اور تمام (اچھے) کاموں میں دائیں سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔

بخاری/ الوضوء ۱۶۸، مسلم/ الطہارۃ ۲۶۸

❁ بائیں ہاتھ سے مسواک کرنا مستحب ہے، کیوں کہ یہ گندگی کے زائل کرنے کی قبیل سے ہے اور رسول اللہ ﷺ نے گندگی کے ازالہ کے لئے دائیں ہاتھ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی شخص پانی پئے تو برتن میں سانس نہ لے، جب کوئی قضائے حاجت کو جائے تو شرمگاہ کو داہنا ہاتھ نہ لگائے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے''۔

بخاری/ الوضوء ۱۵۳، ۱۵۴، مسلم/ الطہارۃ ۲۶۷

چنانچہ استنجا پر قیاس کرتے ہوئے مسواک بائیں ہاتھ سے کرنا افضل ہے، شیخ الاسلام بن تیمیۃ رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔

مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۱۰۸

پانچویں فصل:

وضو کے احکام ومسائل

(۱) فضائل وضو:

❁ مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس وقت بندہ مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور اپنے چہرہ کو دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جس کی جانب اس نے اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے اور جب اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے تمام وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں جس کو اس کے دونوں ہاتھوں نے چھوا تھا اور جب اپنے دونوں پیروں کو دھلتا ہے تو اس کے پاؤں سے سارے وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں، جس کی طرف اس کے دونوں پاؤں چلے تھے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہوکر نکلتا ہے۔'' (مسلم/ الطہارۃ ۲۴۴)

❁ وضو سے حشر میں چہرہ کا نورانی ہونا:

ایک صحابی رسول نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اپنی امت کو (میدان حشر میں) دوسری امتوں کے (بے شمار لوگوں کے) درمیان کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے امتی وضو کے اثر سے سفید چہرہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے

ہوں گے، اس طرح ان کے سوا اور کوئی نہ ہوگا۔

بخاری/ الوضو باب فضل الوضو ۱۳۶، مسلم/ الطہارۃ ۲۴۷

❁ وضو سے بلندی درجات:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہوں کو دور کرتا اور درجات کو بلند فرماتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مشقت (بیماری یا سردی) کے وقت کامل اور سنوار کر وضو کرنا، کثرت سے مسجدوں کی طرف جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا (گناہوں کو دور اور درجات کو بلند کرتا ہے)۔'' (مسلم/ الطہارۃ ۲۵۱)

(۲) کن کاموں کے لئے وضو واجب ہے:

مندرجہ ذیل کاموں کے لئے وضو واجب ہے:

(۱) نماز کے لئے خواہ فرض ہو یا نفل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ .... ﴾ (المائدہ:۶)

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو، تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو..........

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس شخص کا وضو نہیں جس نے اس پر اللہ کا

نام نہیں لیا۔''

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۰۱، ابن ماجہ ۳۹۹ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۲۱، ارواء الغلیل ۱/ ۱۲۲ ح ۸۱

نیز ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کا وضو ٹوٹ جائے، جب تک وہ وضو نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (بخاری/ الوضوء ۱۳۵ مسلم/ الطہارۃ ۲۲۵)

(۲) خانہ کعبہ کے طواف کے لئے:

خانہ کعبہ کا طواف خواہ واجبی ہو یا نفل بغیر وضو کے جائز نہیں ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خانہ کعبہ کا طواف نماز ہے، مگر یہ کہ اللہ نے اس میں گفتگو کو جائز کر دیا ہے''۔

نسائی ۲۹۲۵، ترمذی ۹۶۰، مستدرک حاکم ۱/ ۶۳۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۵۴، صحیح النسائی ۲/ ۳۲۰

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ آئے تو آپ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وضو کر کے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

بخاری/ الحج ۱۶۱۴، مسلم/ الحج ۱۳۲۵/ ۱۹۰، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں حج کے ارادہ سے نکلے، مقام سرف پر مجھے حیض شروع ہو گیا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اگر میں اس سال حج کا ارادہ نہ کرتی تو اچھا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: شاید تمھیں حیض آیا ہے، میں نے عرض کیا ''ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے، لہذا حج کے جملہ کام کرو جو حجاج کرتے ہیں صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو یہاں تک کہ پاک

ہوجاؤ۔“ (بخاری/الحیض ۳۰۵،مسلم/الحج ۱۲۱۱/ ۱۱۹)

(۳) قرآن کریم کے چھونے کے لئے:

قرآن کریم کو بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک آدمی۔

مؤطا امام مالک، القرآن، باب الأمر بالوضولمن مس القرآن ،دارقطنی/ الطہارۃ ۴۳۹ ج۱/ ۲۱۹ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۵۸ح ۱۲۲،امام ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، دیکھئے: مجمع الزاوائد ج۱/ ۲۷۶

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”صحیح بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے چھونے کے لئے وضوواجب ہے۔“ (مجموع فتاوی ابن تیمیۃ ۲۱/ ۲۸۸)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”قرآن کریم کا چھونا اسی کے لئے جائز ہے جو چھوٹی و بڑی ناپاکی سے پاک ہو۔“ (عون المعبود ۱/ ۲۹۷)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”چھوٹی و بڑی ناپاکی سے دوچار شخص کے لئے قرآن کریم کا چھونا جائز نہیں ہے۔“

شرح البخاری لابن رجب ۲/ ۸۱

لیکن قرآن کریم کو چھوئے بغیر بلاوضوزبانی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مجموع فتاوی ومقالات متنوعہ ۱۰/ ۱۴۷

ابراہیم بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، وہ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے کہا: آپ وضو کرلیں کیوں کہ ہم آپ سے قرآن کریم کی کوئی آیت پوچھنا چاہتے ہیں، تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا: پوچھو، میں قرآن کو چھوؤں گا نہیں، پھر انھوں نے قرآن

کریم کی بعض آیات پڑھیں۔ (مستدرک حاکم ۱/ ۲۹۲، دارقطنی ۱/ ۱۲۳)

قرآن کریم سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو اس سے منسلک ہوں، مثلا اس کی لکھاوٹ، جلد، کاغذ، دونوں دفتیاں... چنانچہ بغیر پاکی کے ان تمام چیزوں کا ڈائرکٹ چھونا جائز نہیں ہے، اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ (الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۸۳)

لیکن تفسیر، فقہ اور دیگر دینی کتابوں کو بغیر وضو کے چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

المغنی ج۱/ ۲۰۴

(۳) کن کاموں کے لئے وضو مستحب ہے:

مندرجہ ذیل اوقات میں وضو مستحب ہے:

(۱) ذکرودعا کے وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ابوعامر رضی للہ عنہ کو ایک لشکر کا امیر مقرر کر کے اوطاس کی جانب روانہ فرمایا:..................ابوعامر رضی اللہ کے گھٹنے میں ایک تیر آکر لگا جو کسی حبشی نے پھینکا تھا اور اسی میں ان کی موت ہوگئی، انھوں نے اپنی وفات سے پہلے ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور یہ بھی کہا اے بھتیجے نبی ﷺ کو میرا اسلام عرض کرنا اور یہ کہنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے واپس لوٹ کر ابوعامر رضی اللہ عنہ کا پیغام نبی ﷺ کو پہنچا دیا، تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی، اے اللہ اپنے بندے ابوعامر کی مغفرت فرما..........۔

بخاری/ المغازی ۴۳۲۳، مسلم/ فضائل الصحابہ ۲۴۹۸

(۲) سونے کے وقت:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة ثم اضطجع على شقك الأيمن.....“

"جب تم اپنی خواب گاہ میں جانے لگو، تو نماز کی طرح وضو کرو، پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ"...............آخر تک

بخاری/ دعوات ۶۳۱۱، مسلم/ الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار ۲۷۱۰

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من مسلم يبيت طاهرا على ذكر الله فيتعار من الليل فيسأل الله خيرا من أمر الدنيا و الآخرة الا أعطاه الله اياه"

جو مسلمان باوضو ہو کر اللہ کے ذکر پر رات گزارتا ہے اور رات میں کروٹیں بدلتے ہوئے اللہ سے دنیا و آخرت کی جس بھلائی کا سوال کرتا ہے اللہ تعالی اسے عطا کر دیتا ہے۔

نسائی الکبری ۶/ ۲۰۲، المعجم الکبیر ۲۰/ ۱۱۸، المعجم الأوسط ۲/ ۱۳۹ ح ۱۵۰۵، مسند عبد بن حمید ح ۴۳۷ ح ۱۲۶ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۳۸۵ ح ۵۹۸ مشکاۃ المصابیح ۱/ ۲۶۹ ح ۱۲۱۵

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من بات طاهرا بات فی شعاره ملك فلا يستيقظ الا قال الملك : اللهم اغفر لعبدك فلان فانه بات طاهرا"

جو شخص باوضو ہو کر رات گزارتا ہے تو اس کے بستر ے میں ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے، چنانچہ وہ جب بھی بیدار ہوتا ہے، فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ تو اپنے فلاں بندے کو بخش دے کیوں کہ اس نے باوضو ہو کر رات گزاری ہے۔

صحیح ابن حبان ۳/ ۳۲۸ ح ۱۵۵۱، شعب الایمان ۳/ ۲۸ ح ۲۷۸۲ (حسن) دیکھئے: صحیح الترغیب و الترہیب ج ۱/ ۳۸۵ ح ۵۹۷، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ج ۶/ ۴۰ ح ۲۵۳۹

(۳) وضوٹوٹ جانے کے وقت:

بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز صبح کی، تو بلال

رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: اے بلال کس عمل کی بنا پر تم مجھ سے جنت میں آگے ہوتے ہو؟ میں گذشتہ شب جنت میں داخل ہوا تو تمھارے جوتوں کی چاپ کو اپنے آگے سنا، تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جب بھی اذان دیتا ہوں دو رکعت پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی میرا وضوٹوٹ جاتا ہے، میں وضو کر لیتا ہوں............۔

ترمذی/ المناقب ۳۶۸۹ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترمذی ۳/ ۲۰۵ ح ۲۹۱۲، صحیح الترغیب و الترہیب ۱/ ۱۹۹ ح ۲۰۱

(۴) ہر نماز کے وقت:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میری امت کے دشواری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں ہر نماز کے وقت وضو کا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا (واجبی) حکم دیتا۔

مسند احمد ج ۲/ ۲۵۸ (حسن صحیح) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۱۹۸ ح ۲۰۰

(۵) جنبی جب کھانے کا ارادہ کرے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز جیسا وضو کرتے"۔ (مسلم/ الحیض ۳۰۵)

(۶) دوبارہ ارادہ جماع کے وقت:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور پھر دوبارہ جماع کرنا چاہے، تو اسے چاہیے کہ وضو کرے"۔ (مسلم/ الحیض ۳۰۸)

(۷) جنبی جب بغیر غسل کے سونا چاہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ بحالت جنابت سو جاتے تھے؟ انھوں نے کہا: ''ہاں'' صرف وضو کر لیتے تھے۔ (بخاری/الغسل ۲۸۶)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے، تو اپنی شرمگاہ دھو کر نماز جیسا وضو کر لیتے۔ (بخاری/الغسل ۲۸۸)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، مجھے رات کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے (تو میں کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی شرمگاہ دھو کر وضو کر لو اور سو رہو۔ (بخاری/الغسل ۲۹۰)

(۴) شرائط وضو:

وضو کے لئے کچھ شرائط ہیں حسب مقدور ان شرطوں کے پائے جانے ہی پر وضو کی صحت کا دارومدار ہے، چنانچہ جس سے ان شرطوں میں سے کوئی شرط فوت ہو گئی اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

ہم ذیل میں ان شرطوں کا ذکر کرتے ہیں:

(۱، ۲، ۳) اسلام، عقل، تمیز:

چنانچہ کسی کافر، دیوانہ اور بے شعور چھوٹے بچے کا وضو صحیح نہیں ہے۔

(۴) نیت:

وضو کی صحت کے لئے نیت شرط ہے، لہذا وضو کرنے والا وضو شروع کرنے سے پہلے دل میں وضو کی نیت کرے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے، جس کی اس نے نیت کی۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وضو، غسل اور تیمّم کی صحت کے لئے نیت شرط ہے۔'' (طبقات الشافعیۃ للسبکی ج۵/ص۱۶۵)

❁ نیت کا وقت:

نیت کا وقت وضو شروع کرنے کے ساتھ ہے اور اگر وضو شروع کرنے سے تھوڑا سا پہلے نیت کر لے، تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وضو یا کسی بھی عمل کے شروع کرنے سے پہلے اس عمل کے آغاز کے ساتھ ہی نیت کرنا ضروری ہے اور نیت اور اس عمل کے درمیان تھوڑا یا زیادہ فاصلہ نہ ہو'' (المحلی ۱/۶۹)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''ہاتھ دھلنے اور بسم اللہ پڑھنے سے پہلے نیت کرنا مستحب ہے تاکہ یہ نیت وضو کے فرائض ومسنونات سبھی کو شامل ہو جائے، اگر ہتھیلیاں نیت سے پہلے ہی دھو لے تو یہ نہ دھلنے کے حکم میں ہے، طہارت شروع کرنے سے تھوڑا سا پہلے نیت کر لینا جائز ہے، اور اگر نیت بہت پہلے کر لے، یہاں تک کہ نیت اور اس عمل کے آغاز میں ایک لمبا فاصلہ ہو جائے تو یہ نیت کافی نہیں ہے۔'' (المغنی ۱/۱۵۹، الکافی ۱/۵۲، الانصاف ۱/۱۵۰)

چوں کہ نیت دل کے عزم وارادہ کا نام ہے اس لئے نیت دل سے کی جائے گی، زبان سے پڑھی نہیں جائے گی۔

نیز وضو کرنے والے پر واجب ہے کہ وضو کے مکمل ہونے تک اپنی نیت پر باقی رہے، چنانچہ نہ تو اپنی نیت کو دوران وضو توڑے اور نہ ہی نیت کردہ عمل کے منافی کوئی دوسرا کام کرے، نیز مستحب ہے کہ وضو کرنے والا دوران وضو اپنی نیت کو ذہن میں حاضر رکھے اور نیت اس کے ذہن سے اوجھل نہ ہو، لیکن اگر اپنی نیت پر قائم رہا اور افکار و

وساوس کی وجہ سے نیت اس کے ذہن سے اوجھل ہوگئی، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الروض المربع ۱/۵۴ المغنی ۱/۱۵۹)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وضو کے شروع ہی میں نیت کرلینا افضل ہے اور وضو سے فارغ ہونے تک نیت کو ذہن میں رکھنے کے استحباب پر اہل علم کا اتفاق ہے۔'' (المجموع ۱/۳۸۰)

امام بہوتی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''وضو کرنے والے کے لئے اپنی نیت کو دل میں برابر یاد رکھنا مستحب ہے، بایں طور کہ پورے وضو کے دوران نیت اس کے ذہن و دماغ میں ہو، تاکہ تمام تر اعمال نیت کے ساتھ انجام پائیں۔'' (کشاف القناع ۱/ص ۹۰)

اور اگر دوران وضو نیت کے بارے میں شک ہوجائے کہ نیت کی یا نہیں، تو نئے سرے سے نیت کرے اور از سرنو وضو شروع کرے اور اگر وضو سے فراغت کے بعد نیت کے بارے میں شک ہوجائے تو اس پر کوئی توجہ نہ دے۔ (المغنی ۱/۱۶۰)

ابواسحاق الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر وضو کرنے والے کو دوران وضو نیت کے بارے میں شک ہوجائے، تو از سرنو دوبارہ وضو کرے، لیکن اگر وسوسہ کی طرح مجرد وہم ہو، تو اس پر کوئی توجہ نہ دے۔''

المبدع ۱/۱۲۰، الروض المربع ۱/۳۳

(۵) پانی کا پاک ہونا:

وضو کے لئے شرط ہے کہ پانی پاک ہو، چنانچہ ناپاک پانی سے وضو درست نہیں ہے۔

(۶) پانی کا جائز ہونا:

غصب کئے ہوئے، چرائے ہوئے یا کسی بھی غیر شرعی طریقہ سے حاصل کئے ہوئے پانی سے وضو درست نہیں ہے، کیوں کہ وضو کے لئے پانی کا جائز ہونا شرط ہے۔

(۷) وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے استنجاء کرنا:

بعض فقہاء نے کہا ہے: وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے اپنی اگلی یا پچھلی شرمگاہ سے نجاست کو زائل کرنا وضو کے شرائط میں سے ہے، چنانچہ اگر کسی نے پانی یا مٹی سے اپنی شرمگاہ کو صاف کئے بغیر وضو کرلیا، تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سنت ہے کہ وضو سے پہلے استنجا کرلے، تاکہ (اس) اختلاف سے بچ سکے (جنھوں نے وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے استنجا کو شرط قرار دیا ہے) اور اپنے وضو کے ٹوٹنے سے مطمئن رہے۔'' (المجموع ۲/۱۲۹)

(۸) چمڑے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ چیز کو زائل کرنا:

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ اعضائے وضو سے اس چیز کو زائل کرے جو چمڑے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ہو، مثلاً مٹی، آٹا، پینٹ یا اس طرح کی دیگر چیزیں۔

(۹) وضو کو واجب کردینے والی چیزوں کا ختم ہونا:

مثلاً کسی شخص نے اپنے چہرہ اور ہاتھ کو دھویا، پھر اسے ہوا خارج ہوگئی، تو اس پر نئے سرے سے وضو کا دہرانا لازم ہے۔

(۵) وضو کے فرائض:

وضو کے کچھ فرائض وارکان ہیں ایک مسلمان کے لئے ان کا اہتمام غایت درجہ اہم ہے، کیوں کہ ان فرائض کے عمداً یا سہواً چھوٹ جانے یا ان کو صحیح طور پر انجام نہ دینے کی

صورت میں وضو فاسد ہو جاتا ہے اور بندہ مسلم پر دوبارہ وضو لازم ہوتا ہے۔

ہم ذیل میں ان کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) چہرہ کا دھونا:

وضو کے ارکان میں سے ہے کہ چہرے کو ایک بار پورے طور پر کلی کر کے، ناک میں پانی ڈال کر اور ناک کو چھاڑ کر دھلا جائے، کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے چہرہ کو دھونے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ فرمایا: ﴿فاغسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ اپنے چہروں کو دھلو۔

❁ چہرہ کی حد:

چہرہ کی حد لمبائی میں سر کے بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے آخری حصہ تک اور چوڑائی میں دونوں کانوں کا درمیانی حصہ ہے۔

مختصر تفسیر البغوی ۱/۲۱۴، تیسیر العلام شرح عمدۃ الأحکام ۱/۳۷

واضح رہے کہ منہ اور ناک چہرہ میں داخل ہیں، لہذا جس نے چہرہ دھویا، لیکن کلی کیا نہ ہی ناک میں پانی ڈال کر ناک جھاڑا یا ان میں سے کسی ایک کو عمداً یا سہواً چھوڑ دیا، تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے کلی کیا اور ناک میں پانی ڈال کر ناک کو جھاڑا اور امت کو اس کا حکم دیا۔

لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا توضأت فمضمض" جب وضو کرو تو کلی کرو۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴۴ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۳۰ ح ۱۳۱

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا توضا أحدكم فيجعل فى انفه ماء ا ثم لينثر" جب کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے، پھر اسے جھاڑ دے۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۳۷)

لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"و بالغ فى الاستنشاق الا أن تكون صائما"

اگر روزہ سے نہ ہو، تو ناک میں پانی اچھی طرح چڑھاؤ۔ (ابوداؤد ح ۱۴۲)

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من توضا فليستنثر" جو شخص وضو کرے وہ ناک جھاڑے۔

بخاری/ الوضوء ۱۶۱، مسلم/ الطہارۃ ۲۳۷

(۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا:

وضو کرنے والا کہنیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلے، کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلو کہنیوں سمیت۔

پہلے دائیں ہاتھ کو پھر بائیں کو، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا توضاتم فابدء وا بميامنكم"

جب وضو کرو، تو دائیں جانب سے شروع کرو۔

ابوداؤد/ اللباس ۴۱۴۱، ابن ماجہ/ الطہارۃ ۴۰۲ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجۃ ۱/۶۹ ح ۳۲۳

(۳) پورے سر کا مسح کرنا:

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ﴾ اور اپنے سروں کا مسح کرو۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے، یعنی پہلے سر کے اگلے حصہ سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں

کوگدی تک لے گئے، پھر جہاں سے شروع کیا تھا وہیں تک واپس لے آئے۔

بخاری/ الوضوء ۱۸۵ مسلم/ الطہارۃ ۲۳۵

اور سر کے ساتھ کانوں کا بھی مسح کیا جائے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الاذنان من الرأس" دونوں کانوں کا تعلق سر سے ہے۔

ابن ماجہ/ الطہارۃ ۴۴۳ (صحیح) دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱/ص ۸۱ ح ۳۶

کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں۔

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں سے دونوں کانوں کے اندر اور اپنے دونوں انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے باہر کے حصہ کا مسح کیا۔ (نسائی/ الطہارۃ ۱۰۲ (حسن) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۴۳)

(۴) ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

اور ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پاؤں کو دھلو۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے بھی پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا ثابت ہے، جیسا کہ وضو کے بیان میں ان احادیث کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

پاؤں کو دھوتے وقت پورے پاؤں کو ٹخنوں سمیت مکمل طور پر دھلا جائے، کوئی جگہ خشک باقی نہ چھوڑی جائے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے بچھڑ گئے آپ ہم سے اس وقت ملے جب نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا اور ہم (جلدی

جلدی) وضو کر رہے تھے اور پاؤں پر بس پانی مل رہے تھے (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے دو یا تین بار بآواز بلند فرمایا:

"ویل للأعقاب من النار" خشک ایڑیوں والوں کے لئے آگ سے خرابی ہے۔

بخاری/ الوضوء ۶۰، ۱۶۳

(۵) اعضاء وضو کو ترتیب وار دھونا:

اعضاء وضو کو ترتیب وار دھویا جائے کیوں کہ اللہ نے اسے ترتیب وار بیان فرمایا ہے اور مسح کئے جانے والے عضو کو دھلے جانے والے اعضاء کے بیچ میں ذکر کیا ہے جس کا فائدہ ترتیب کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی کیفیت سے ترتیب وار وضو کیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ وضو سے یہ بات ظاہر ہے۔

چنانچہ جس نے بلا ترتیب وضو کیا یا حوض یا سمندر میں ڈبکی لگا کر تمام اعضاء وضو کو ایک ہی بار دھولیا، اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

(۶) اعضاء وضو کو تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھونا:

اعضاء وضو کے دھونے میں فاصلہ نہ کیا جائے یعنی ایک عضو کے دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے میں اتنی دیر نہ کی جائے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے، بلکہ سبھی اعضاء تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھوئے جائیں۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ، اچھی طرح وضو کرو۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۴۳)

اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ

اس کے پاؤں کے پچھلے حصہ میں ایک درہم کے برابر جگہ خشک باقی رہ گئی تھی، وہاں پانی نہیں پہنچا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے وضو اور نماز لوٹانے کا حکم دیا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۷۵ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۳۶ ح ۱۶۱

چنانچہ اگر اعضاء وضو کے دھونے میں تسلسل لازم نہ ہوتا، تو آپ ﷺ صرف خشک جگہ کو دھونے کا حکم دیتے۔ (منار السبیل ۱/ ۳۷)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں اعضاء وضوء کے دھونے میں تسلسل کے واجب ہونے کی واضح دلیل ہے، کیوں کہ کسی جگہ کے خشک رہ جانے پر پورے وضو کو دہرانے کا حکم تسلسل کے لازم ہونے ہی کی صورت میں ہوگا''۔ (عون المعبود ج ۱/ ۲۳۲)

چنانچہ اگر وضو کرنے والا وضو کے علاوہ کسی دوسرے کام میں مشغول ہوا، (مثلا بات چیت کرنا وغیرہ) یہاں تک کہ دھلا ہوا عضو خشک ہوگیا، تو اس کا وضو باطل ہے، وہ از سر نو دوبارہ وضو کرے۔

لیکن اگر وضو سے متعلق کسی کام میں مشغول ہوا (مثلا داڑھی کا خلال کرنا، پانی کو اچھی طرح اعضاء وضو تک پہنچانا، یا وضو کے کسی عضو سے میل یا گندگی کو زائل کرنا، یا مرض وسوسہ میں مبتلا شخص کا ایک عضو کو کئی بار دھونا وغیرہ) یہاں تک کہ دھلا ہوا عضو خشک ہوگیا، تو اس سے شرط موالاۃ (تسلسل) میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا، اس کا وضو صحیح ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: المغنی لابن قدامہ ۱/ ۱۹۲، الاقناع ۱/ ۴۸، کشاف القناع ۱/ ۱۰۵

(۲) وضو کے مسنونات:

وضو میں مندرجہ ذیل امور مسنون ہیں جن کا بندہ مسلم کو اہتمام کرنا چاہیے تا کہ اس کا وضو کامل طریقہ سے نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق انجام پائے۔

(۱) مسواک کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دے دیتا''۔ (بخاری/ الصیام ۳۱۰)

(۲) وضو کے شروع میں دونوں ہتھیلیوں کا دھونا:

وضو شروع کرنے سے پہلے دونوں ہتھیلیوں کا دھونا مسنون ہے، لیکن اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہوا ہو، تو اس کے حق میں دونوں ہتھیلیوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا واجب ہے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی سو کر اٹھے، تو برتن میں اپنے ہاتھ نہ ڈالے، یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے، کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گذاری ہے۔

بخاری/ الوضوء ۱۶۲، مسلم/ الطہارۃ ۲۷۸، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

(۳) چہرہ دھونے سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا:

جیسا کہ عمرو بن یحیٰ کی روایت میں ہے:

"فمضمض و استنشق و استنثر من ثلاث غرفات" کہ آپ ﷺ نے تین چلو پانی سے کلی کیا، ناک میں چڑھایا اور ناک کو جھاڑا۔ (مسلم ۲۳۵)

واضح رہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا مسنون نہیں بلکہ فرض ہے، جیسا کہ فرائض کے بیان میں گزر چکا ہے، لیکن چہرہ دھونے سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے، اسی بنا پر ہم نے اس کو مسنونات کے باب میں بیان کیا ہے، چنانچہ اگر کسی نے کلی کیا اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالا تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوا کیوں کہ چہرہ کا دھونا فرض ہے اور ناک اور منہ چہرہ میں داخل ہیں، لہذا جس نے کلی کیا نہ ہی ناک میں پانی ڈالا اس نے چہرہ

کو پورے طور پر نہیں دھلا، چنانچہ اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ۱/ ۱۲۵-۱۲۶

(۴) گھنی داڑھی کا خلال کرنا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے، تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور اس کو اپنی ٹھوڑی میں داخل کرتے اور اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴۵ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۳۰ ح ۹۲

❁ داڑھی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ہلکی داڑھی (۲) گھنی داڑھی

ہلکی داڑھی: وہ ہے کہ جس کے اندر سے چہرہ کا چمڑا دکھائی دے رہا ہو۔

گھنی داڑھی: وہ ہے کہ جس کے اندر سے چہرہ کا چمڑا دکھائی نہ دیتا ہو۔

چنانچہ ہلکی داڑھی کے اوپری اور اندرونی ہر ایک حصہ کو دھلا جائے گا اور گھنی داڑھی کے اوپری حصہ کو دھلا جائے گا اور اندرونی حصہ کا خلال کیا جائے گا اور اگر کسی نے خلال نہ کیا تو اس کا وضو صحیح ہے۔ (الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ۱/ ۱۲۷)

امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''اہل علم کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے گھنی داڑھی کے ظاہری حصہ کو دھونا واجب ہے اس کے اندرونی حصہ اور اس کے نیچے کے چمڑے کو دھونا واجب نہیں ہے۔'' (المجموع ۱/ ۴۳۴)

امام مرداوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''گھنی داڑھی کے اندرونی حصہ کو دھونا واجب نہیں ہے۔''

الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف ۱/ ۳۳۸

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''گھنی داڑھی کے اندرونی حصہ اور اس کے نیچے کے چمڑے کو تو نہیں لیکن اس کے ظاہری حصہ کو دھونا واجب ہے، البتہ گھنی داڑھی کا خلال مشروع ہے اور ہلکی داڑھی جس سے اندر کا چمڑا دکھائی دے رہا ہو، اس کے اندرونی اور ظاہری حصہ ہر ایک کو دھونا واجب ہے۔'' (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/ ۲۰۷)

معلوم ہوا کہ گھنی داڑھی کے اندرونی حصہ کو دھونا ضروری نہیں لیکن اس کا خلال کرنا مسنون ہے اور ہلکی داڑھی کے ظاہری اور اندرونی ہر ایک حصہ کو دھونا ضروری ہے۔

(۵) انگلیوں کا خلال کرنا:

لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أسبغ الوضوء و خلل بين الاصابع و بالغ في الاستنشاق الا أن تكو ن صائما"

وضو مکمل کرو، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اور اگر روزہ سے نہ ہو، تو ناک میں پانی خوب اچھی طرح چڑھاؤ۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴۲ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۲۹ ح ۱۲۹، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: فتح الباری ۱/ ۳۱۵

ناک میں پانی خوب اچھی طرح چڑھانے کا مفہوم یہ ہے کہ سانس کے ساتھ پانی کو اس طرح کھینچا جائے کہ ناک کے آخری حصہ تک پہنچ جائے۔ (الانصاف ۱/ ۱۳۱)

لیکن روزہ کی حالت میں پانی ناک میں چڑھانے میں مبالغہ نہ کیا جائے کہ کہیں پانی حلق تک نہ پہنچ جائے۔

(۶) اعضاء وضو میں دائیں کو بائیں سے پہلے دھونا:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا توضأتم فابدؤوا بميامنكم"

جب وضو کرو، تو دائیں جانب سے شروع کرو۔

ابوداؤد ۴۱۴۱، ترمذی ۱۷۶۶، ابن ماجہ ۴۰۲

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتے پہننے، کنگھی کرنے، طہارت کرنے اور تمام (اچھے) کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ (بخاری/ الوضوء ۱۸۸، مسلم/ الطہارۃ ۲۶۸)

(۷) اعضاء وضو کو اس کے واجبی حد سے زیادہ دھونا:

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پھر اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے قریب تک دھوئے، پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے، یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچادیا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرمارہے تھے:

"ان امتی یاتون یوم القیامة غیرا محجلین من آثر الوضوء فمن استطاع منکم أن یطیل غرته فلیفعل"

''میری امت کے لوگ قیامت کے روز وضو کے نشان کی وجہ سے سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوکر آئیں گے، لہذا جو شخص اپنی سفیدی اور چمک کو زیادہ کرنا چاہے تو وہ (اپنے چہرہ اور ہاتھ و پاؤں واجبی حد سے زیادہ دھل کر) اپنی سفیدی اور چمک کو زیادہ کرے''۔ (بخاری/ الوضوء ۱۳۶، مسلم/ الطہارۃ ۵۸۰)

(۸) اعضائے وضو کو ملنا:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو تہائی (۲/۳) مد پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے وضو کیا، وضو کرتے ہوئے آپ اپنے دونوں

بازوؤں کو مل رہے تھے۔ (مستدرک حاکم ۱/ ۲۴۳ ح ۵۰۹، ابن خزیمہ ۱/ ۶۲ ح ۱۱۸)

(۹) اعضائے وضو کو ایک بار سے زیادہ دو یا تین بار دھونا:

چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کو ایک بار سے زیادہ دو یا تین بار دھونا مسنون ہے۔

(۱۰) وضو کے بعد دعا پڑھنا۔

(۱۱) وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضوء پڑھنا۔

(۷) وضو کے مکروہات:

وضو میں کچھ امور مکروہ ہیں جن سے ایک بندہ مسلم کو بچنا چاہیے تاکہ اس کا وضو سنت نبوی کے مطابق انجام پائے۔

(۱) ایک یا اس سے زائد سنتوں کو چھوڑ دینا:

ایک یا اس سے زائد سنتوں کو چھوڑ دینا مکروہ ہے کیوں کہ یہ عبادت میں کمی اور اجر وثواب کے فوت ہونے کا سبب ہے۔

(۲) گندی جگہ پر وضو کرنا:

کسی ایسی گندی جگہ پر وضو کرنا مکروہ ہے کہ گندگی کے جسم پر آجانے کا اندیشہ ہو۔

(۳) پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا:

پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا مکروہ ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک "مد" پانی سے وضو فرمایا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو ایک صاع پانی سے لے کر پانچ مد تک خرچ کرتے تھے اور ایک "مد" پانی سے وضو کرلیا کرتے تھے۔ (بخاری/ الوضوء ۲۰۱، مسلم/ الحیض ۳۲۵)

امام بخاری رحمہ اللہ وضو کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:

علماء نے (وضو میں) پانی کا اسراف اور آپ ﷺ نے جتنا کیا اس سے زیادہ کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔(بخاری،الوضو)

❁ "مُد" کا معنی:

عہد نبوی کا ایک پیمانہ ہے جو لکڑی سے بنایا جاتا تھا اور وہ چوتھائی صاع کے مساوی ہوتا تھا اور ایک صاع دو کلو چوبیس گرام غلہ کے مساوی ہوتا ہے اس طرح ایک مد غلات میں ۸.۱۲ (آٹھ سو بارہ گرام) گیہوں اور بہنے والی چیزوں میں تقریباً چھ سو گرام کے مساوی ہوگا۔

الآنیۃ والأوعیۃ المستخدمۃ فی العہد النبوی للدکتور محمد بن فارس الجمیل ص ۱۶۶

القاموس المحیط میں ہے کہ "مــــد" اس کو کہتے ہیں کہ متوسط قد وقامت کا انسان جب اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر کسی چیز سے بھر لے، تو اسے "مد" کہا جاتا ہے۔

القاموس المحیط ۱/ ۴۰۷

❁ وضو کے شروع میں بسم اللہ کا حکم:

وضو کے شروع میں بسم اللہ کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا وہ واجب ہے یا سنت، امام احمد رحمہ اللہ اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه"

اس شخص کا وضو نہیں جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔

ابوداود/ الطہارۃ ۱۰۱، ابن ماجہ ۳۹۸، ترمذی ۲۵، اس حدیث کو بعض اہل علم نے ضعیف کہا ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے کثرت شواہد کی بنا پر اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۲۲۱ ح ۸۱

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تمام احادیث کو اکٹھا کرنے پر اس حدیث کو قوت حاصل ہو جاتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل ہے۔ (تلخیص الحبیر ۱/ ۷۵)

حافظ منذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس باب میں وارد احادیث پر گرچہ اہل علم نے کلام کیا ہے لیکن کثرت طرق کی وجہ سے ان احادیث کو باہم ایک دوسرے سے تقویت پہنچتی ہے۔ (الترغیب والترہیب ج۱/ ۱۰۰)

وجوب کے قائلین نے مذکورہ حدیث میں نفی سے صحت کی نفی مراد لی ہے یعنی اس شخص کا وضو صحیح نہیں ہے جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔

الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ۱/ ۱۱۹، نیل الاوطار ۱/ ۲۱۷

اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ قصداً چھوڑ دیا، تو اس کا وضو باطل ہے، اسے چاہیے کہ دوبارہ وضو کرے، اور اگر بھول گیا تو اس کا وضو صحیح ہے۔"

ترمذی ص ۸، منار السبیل ج۱/ ۳۵

کیوں کہ بھولا ہوا شخص معذور ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان الله وضع عن أمتي الخطأ و النسيان و ما استكرهوا عليه"

اللہ نے میری امت سے بھول چوک اور زبردستی کرائے گئے کاموں کو معاف کر دیا ہے۔

ابن ماجہ/ الطلاق ۲۰۴۵، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے بیان کرنے والے ثقہ ہیں، دیکھئے: فتح الباری ۵/ ۶۱۶، نیز حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی سند پر صحت کا حکم لگایا ہے، دیکھئے: جامع العلوم والحکم ص ۳۵۰

جمہور اہل علم وضو کے شروع میں بسم اللہ کے سنت ہونے کے قائل ہیں، ان لوگوں نے نفی سے کمال کی نفی مراد لی ہے، یعنی اس شخص کا وضو مکمل نہیں ہے جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔ (الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ۱/ ۱۱۹)

بہر صورت وضو کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا ہر ایک کے یہاں مشروع اور اس کا چھوڑنا غیر مناسب ہے۔ (الملخص الفقہی ۴۳)

امام حجاوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''وضو، غسل اور تیمّم کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہے، بھول کی وجہ سے نہ پڑھنے کی صورت میں وضو صحیح ہے اور اگر وضو کے بیچ میں یاد آ جائے تو اسی وقت بسم اللہ پڑھ لے اور باقی وضو کو مکمل کر لے، اگر وضو سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے، تو بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ اس کا وقت فوت ہو چکا ہے اور وضو صحیح ہے، اگر کسی نے جان بوجھ کر بسم اللہ کہنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ بعض اعضاء وضو کو دھو لیا اور دوبارہ وضو نہ کیا، تو اس کا وضو صحیح نہیں ہے۔''

الاقناع للحجاوی ۱/ ۴۰، الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ۱/ ۱۱۹

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، لیکن جس نے بھول کی وجہ سے یا حکم شرعی سے ناواقفیت کی بناء پر بغیر بسم اللہ پڑھے وضو کیا، تو اس کا وضو صحیح ہے، لیکن جس نے جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو علماء کے دو اقوال میں سے صحیح قول کے مطابق اس کا وضو باطل ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کا وضو نہیں جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔'' (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/ ۲۰۳)

(۸) وضو کا مسنون طریقہ:

وضو کرنے والا سب سے پہلے دل میں وضو کی نیت کرے، کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔ زبان سے نیت کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے زبان سے نیت نہیں کی، نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اور اللہ دل کے ہر ارادہ سے واقف ہے۔

وضو کے شروع میں '' بسم اللہ'' کہیں، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہیں لیتا، اس کا وضو نہیں۔''

پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئیں۔

بخاری، الوضوء باب مسح الرأس کلہ ۱۸۵، مسلم، الطہارۃ باب صفۃ الوضوء وکمالہ ۲۲۶

پھر دائیں ہاتھ سے ایک چلو پانی لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑ دیں، یہ عمل تین دفعہ کریں۔

بخاری ۱۸۵، مسلم ۲۳۵، نسائی/ الطہارۃ ۹۱ (صحیح) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۲۱ ح ۸۹

پھر تین بار منہ دھوئیں۔ (بخاری ۱۸۵، مسلم ۲۳۵)

پھر ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی میں داخل کریں اور داڑھی کا خلال کریں۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴۵ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۳۰ ح ۹۲

پھر دایاں ہاتھ کہنیوں سمیت تین بار دھوئیں اور انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔ پھر اسی طرح بایاں ہاتھ بھی کہنیوں سمیت تین بار دھوئیں اور انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔

بخاری ۱۸۵، ۱۶۴، مسلم ۲۲۶، ۲۳۵، ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴۲، حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری ج ۱/ ۳۱۵'' میں کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے: دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۲۹ ح ۱۲۹

پھر پورے سر کا ایک بار مسح کریں، دونوں ہاتھوں کو نئے سرے سے پانی سے تر کریں اور سر کے اگلے حصہ پر رکھیں، پھر دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصہ سے پیچھے گدی تک لے جائیں، پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ واپس لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔
(بخاری ۱۸۵، مسلم ۲۳۵)

پھر دونوں کانوں کا ایک بار مسح کریں، شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کریں اور دونوں کانوں کے اوپری حصہ پر انگوٹھوں کو نیچے سے اوپر کی جانب پھرائیں۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۲۱ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۲۶ ح ۱۱۲، ترمذی/ الطہارۃ ۳۶ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۴۱، ارواء الغلیل ۱/ ۱۲۹

پھر دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں اور انگلیوں کے درمیان خلال کریں، پھر اسی طرح بایاں پاؤں بھی ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں اور انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔

بخاری ۱۸۶، مسلم ۲۳۵، ۲۴۶، ابوداؤد ۱۴۲، ترمذی/ الطہارۃ ۳۹، (حسن صحیح) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۴۲

۞ کلی اور ناک کے لئے الگ الگ پانی لینا:

کلی اور ناک کے لئے الگ الگ پانی لینے کا ذکر سنن ابوداؤد کی جس حدیث میں آیا ہے اس کو اہل علم نے ضعیف کہا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کی داڑھی اور منہ سے سینے پر بہہ رہا تھا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کلی اور ناک کے لئے الگ الگ پانی لے رہے تھے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۳۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/ ۱۸۱ ح ۴۱۰

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طلحہ بن مصرف عن أبیہ عن جدہ کی حدیث جس کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے ضعیف ہے اس جیسی حدیث لائق حجت نہیں ہے، کیوں کہ ان دونوں کی سند میں لیث بن ابوسلیم راوی ہیں جو ضعیف ہیں۔''
تحفۃ الاحوذی ۱/ ۱۳۱

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی بابت فرماتے ہیں:
''یہ حدیث ضعیف ہے۔'' (ضعیف ابوداؤد ص ۱۴ ح ۲۴)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:
''اس حدیث کے ضعیف ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔'' (تہذیب الاسماء ۲/ ۷۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کی سند میں لیث بن سلیم راوی ہیں جو ضعیف ہیں، ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: وہ اسانید کو پلٹ دیا کرتے تھے اور مرسل کو مرفوع روایت کرتے تھے۔'' (دیکھئے: تلخیص الحبیر ج ۱/ ۷۸)

نیز "تقریب التهذیب" میں ہے:
''لیث بن ابی سلیم کی بابت کہا: سچے تھے، آخر عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا جس کی بنا پر وہ اپنی حدیثوں میں فرق نہیں کر پاتے تھے تو ان سے احادیث کا لینا چھوڑ دیا گیا۔'' (دیکھئے: تقریب التہذیب ۱/ ۴۶۴)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی بابت رقمطراز ہیں:
''یہ حدیث ضعیف ہے لائق حجت نہیں ہے۔'' (دیکھئے: عون المعبود ۱/ ۱۸۴)

اس مسئلہ میں امام نووی اور ابن القیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ چلو سے آدھا پانی منہ میں اور آدھا ناک میں ڈالنا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی ہتھیلی سے کلی کیا اور ناک میں پانی ڈالا.................

بخاری ح ۱۹۱ مسلم ۲۳۵، شرح النووی علی صحیح مسلم ج ۲/ ۱۰۸، ۱۲۵، زاد المعاد ج ۱/ ۱۸۴

عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا، انھوں نے وضو میں ایک چلو پانی لیا اس سے کلی کیا اور ناک میں ڈالا......

بخاری، الوضوء باب غسل الوجہ بالیدین من غرفة واحدة ۱۴۰

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں ایک ہی چلو سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی دلیل ہے۔''

فتح الباری ج ۱/ ۲۹۱

عبدخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک کرسی لائی گئی، علی رضی اللہ عنہ اس پر بیٹھے، پھر پانی کا ایک کوزہ (لوٹا) لایا گیا، آپ نے تین بار اپنا ہاتھ دھویا، پھر ایک ہی چلو سے کلی کیا اور ناک میں پانی ڈالا.... اور آخر تک حدیث کو ذکر کیا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۱۳ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۲۴ ح ۱۰۴

اور سنن نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ پھر ایک ہی ہتھیلی سے کلی کیا اور ناک میں پانی ڈالا ایسا تین مرتبہ کیا۔ (نسائی/ الطہارۃ ۹۳ (صحیح) دیکھئے: صحیح النسائی ا/ ۳۹)

اس باب میں اور بھی احادیث وارد ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ وضو یہ تھا کہ آپ ایک ہی چلو سے کلی کرتے اور ناک میں ڈالتے، یعنی آدھے سے کلی کرتے اور آدھا ناک میں ڈالتے تھے۔

❁ کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضروت نہیں:

کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ سے صحیح طریقہ سے ثابت نہیں کہ آپ نے کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لیا ہو، نیز کانوں کا

تعلق سر سے ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الأذنان من الرأس'' کانوں کا تعلق سر سے ہے۔

لہذا کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی کی ضرورت نہیں۔

الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ا/ ۱۲۸، ۱۴۷

❁ وضو کے بعد کی دعا:

وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیں:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں میں سے اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں سے بنادے۔

مسلم/ الطہارۃ ۲۳۴، ترمذی/ الطہارۃ ۵۵ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترمذی ا/ ۱۸ بروایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

❁ وضو خوب اچھی طرح کیا جائے:

وضو خوب اچھی طرح سنوار کر بڑے ہی احتیاط سے کیا جائے تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا کہ انہوں نے جلد بازی میں وضو کیا اور ان کی ایڑیاں خشک رہ گئیں، ان کو پانی نہیں پہنچا، تو آپ ﷺ نے فرمایا (خشک) ایڑیوں کے لئے آگ سے خرابی ہے، پس وضو پورا کیا کرو۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۴۱)

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ

خشک چھوڑ دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔
(مسلم/الطہارۃ ۲۴۳)

۞ اعضائے وضو ایک، دو یا تین بار دھوئے جائیں، اس سے زیادہ بار دھونا گناہ ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو ایک ایک مرتبہ دھوئے۔ (بخاری/الوضوء ۱۵۷)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اعضائے وضو دو دو مرتبہ دھوئے۔ (بخاری/الوضوء ۱۵۸)

ایک بار ایک دیہاتی نے نبی ﷺ سے وضو کا طریقہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے اسے اعضائے وضو تین تین بار دھو کر دکھائے اور فرمایا: وضو کا طریقہ یہ ہے، لہذا جو تین بار سے زیادہ دھوئے اس نے برا کیا، زیادتی کی، اور ظلم کیا۔
نسائی/الطہارۃ ۱۴۰، ابن ماجہ ۴۲۲ (حسن صحیح) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/۵۳

۞ بعض اعضائے وضو کو دو اور بعض کو تین بار دھونا:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو اپنے چہرہ کو تین بار اور دونوں ہاتھوں کو دو دو بار دھویا۔
ترمذی/الطہارۃ ۴۷ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۴۶، مشکاۃ المصابیح ج ۱/۸۵ ح ۳۹۳

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بہت ساری احادیث میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے وضو میں اپنے بعض اعضاء کو ایک بار اور بعض کو تین بار دھویا۔ اہل علم کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ بعض اعضاء وضو کو ایک بار، بعض کو دو بار اور بعض کو تین بار دھویا جائے۔'' (ترمذی ص ۱۴)

۞ اعضائے وضو کو تین بار دھونا افضل ہے:

رسول اللہ ﷺ کا بیشتر عمل اعضائے وضو کو تین بار دھونے کا تھا، چنانچہ تین بار دھونا ہی افضل و اکمل ہے، ویسے ایک بار دھونا بھی جائز ہے جیسا کہ آپ مذکورہ بالا سطور میں پڑھ چکے ہیں۔

حمران رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگایا اور وضو کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر کلی کیا اور ناک جھاڑا، پھر اپنے چہرہ کو تین بار دھویا، پھر اپنے داہنے ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا، پھر اسی طرح بائیں ہاتھ کو بھی کہنی تک تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے داہنے پاؤں کو ٹخنے تک تین مرتبہ دھویا، پھر بائیں پاؤں کو بھی ٹخنے تک تین بار دھویا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم/الطہارۃ ۲۲۶)

۞ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت وضو کرے:

مرض استحاضہ سے دوچار عورت کو چاہیے کہ نماز کا وقت ہو جانے پر اپنی شرمگاہ دھلے اور اس کے گرد لگے ہوئے خون کو صاف کرے، اور اس پر روئی یا کپڑا وغیرہ باندھ لے اور وقت کے داخل ہو جانے پر ہر نماز کے لئے وضو کرے۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے حمنہ بنت جحش سے فرمایا: میں تمہیں روئی رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں کہ اس سے خون ختم ہو جائے گا۔ (ابوداؤد ۲۸۷ ارواء الغلیل ۸۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: کہ وہ ان دنوں میں نماز چھوڑ دے جن میں اسے پچھلے ایام میں حیض آتا تھا، پھر حیض کے ختم ہو جانے پر غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی ۱۲۶)

اوررسول اللہ ﷺ نے ایک مستحاضہ عورت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"توضئی لکل صلاۃ" ہرنماز کے لئے وضوکرلیا کرو۔ (بخاری ح ۲۲۸)

❁ مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا:

مذی وہ سفید پتلا لیس دار مادہ ہے جو بیوی سے کھیل کودیا خیال جماع یا اس کے ارادہ کے وقت خارج ہوتا ہے، اور بسا اوقات اس کے نکلنے کا پتہ بھی نہیں چلتا ہے اور وہ بغیر اچھال اور لذت کے نکلتا ہے اور اس کے نکلنے سے جسم میں کسی کمزوری کا احساس نہیں ہوتا، اورمرد وعورت دونوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔

فتح الباری ۱/۴۵۱، تیسیر العلام شرح عمدۃ الأحکام ۱/ ۶۷

لہذا جس شخص سے مذی کا خروج ہو، وہ اپنے آلہ تناسل اور خصیتین کو دھوئے اور وضو کرے اور اگر مذی بدن کے کسی حصہ میں لگ گئی ہوتو اسے دھولے اور اگر کپڑے میں لگی ہوتو اس پرایک چلو پانی چھڑک لے۔

❁ ودی سے وضو ہے غسل نہیں:

ودی سے مراد وہ سفید گدلا پانی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے اوراس میں کوئی مہک نہیں ہوتی ہے۔

لہذا جس سے ودی کا خروج ہو، وہ اپنے آلہ تناسل کو دھوئے اور وضوکرے۔

تحفۃ الاحوذی ۱/ ۳۸۸، المغنی ۱/۲۳۳

❁ سلسل البول کی بیماری میں مبتلا شخص کیا کرے؟

جسے پیشاب کے قطرات مسلسل ٹپکتے رہتے ہوں اور کبھی رکتے نہ ہوں اسے چاہیے کہ نماز کا وقت ہوجانے پر اپنے کپڑے اور بدن کو جہاں پر پیشاب لگا ہے دھلے، اپنی شرمگاہ دھلے اور آلہ تناسل کے منہ پر کپڑا یا روئی وغیرہ کا ٹکڑا رکھ لے، تا کہ اس کا بدن یا لباس یا نماز کی جگہ

پیشاب کے قطرات سے ملوث نہ ہو، پھر وضوء کرے اور نماز پڑھے۔ (الکافی ۱/۱۷۸)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "جسے مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے یا بکثرت مذی خارج ہونے کی بیماری ہو وہ مستحاضہ کے حکم میں ہے، وہ اپنی شرمگاہ دھونے کے بعد ہرنماز کے لئے وضوکرے۔" (المغنی ۱/۴۲۱)

صاحب الشرح الکبیر لکھتے ہیں: "مرض استحاضہ سے دوچار عورت اپنی شرمگاہ دھلے، اس پر کپڑا باندھ لے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے اور جتنی رکعت چاہے نمازیں پڑھے اوراسی طرح وہ شخص بھی کرے، جسے پیشاب کے قطرے ٹپکنے کی بیماری ہو اور جسے بکثرت مذی خارج ہوتی ہو اور جسے مسلسل ہوا خارج ہونے کا عارضہ ہو......."

(الشرح الکبیر ۲/ ۴۵۵، المقنع ۲/ ۴۵۶)

❁ تحیۃ الوضوء سے جنت لازم:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءه ثم يقوم فيصلي ركعتين مقبل عليهما بقلبه و وجهه الا وجبت له الجنة"

جو شخص وضو کرے اور خوب سنوار کر اچھا وضو کرے، پھر منہ اور دل سے (ظاہری اور باطنی طور پر) پورا متوجہ ہوکر دو رکعت نماز (نفل) ادا کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۳۴)

نبی اکرم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:......میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے جوتیوں کی آواز سنی ہے......بلال نے عرض کیا: مجھے جس عمل پر ثواب کی زیادہ امید ہے وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا، تو اس وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی، ضرور پڑھی۔ (بخاری/ التہجد ۱۱۴۹، مسلم/ فضائل الصحابہ ۲۴۵۸)

(۹) کن چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے،اور بندہ مسلم پردوبارہ وضولازم ہوتا ہے۔

(۱) پیشاب و پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی چیزیں:

پیشاب و پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی چیزوں مثلا پیشاب، پاخانہ، ہوا،منی، مذی، ودی اور خون استحاضہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ۱/۲۳۰)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مرد وعورت کی اگلی و پچھلی شرمگاہ سے نکلنے والی چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے،خواہ وہ پاخانہ، پیشاب،ہوا، کیڑا، پیپ،خون، کنکری یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو،اور وضو کے ٹوٹنے میں کبھی کبھار نکلنے والی چیزوں (مثلا کیڑا، پیپ، کنکری) اور ہمیشہ نکلنے والی چیزوں (مثلا پیشاب، پاخانہ،ہواوغیرہ) میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' (المجموع للنووی ۲/۵)

(۲) پیشاب و پاخانہ کے مقام کے علاوہ دوسری جگہوں سے نکلنے والی چیزیں:

پیشاب و پاخانہ کے مقام کے علاوہ دوسری جگہوں سے نکلنے والی چیزوں مثلا خون، قے، نکسیر سے وضوٹوٹتا ہے یا نہیں،اس مسئلہ میں اہل علم کی دو رائیں ہیں، راجح یہ ہے کہ ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے، لیکن اگر اختلاف سے بچتے ہوئے وضو کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ (الملخص الفقہی للفوزان ص ۶۱)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پیشاب و پاخانہ کے مقام کے علاوہ بدن کے باقی حصہ سے نکلنے والی چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹے گا گرچہ زیادہ ہو،خواہ وہ نکلنے والی چیز قے، لعاب، خون یا زخم کا پانی یا اور کوئی چیز ہو، ہاں اگر بدن میں کوئی جگہ کھل جانے کی وجہ سے پیشاب و پاخانہ نکلے تو

اس سے وضوٹوٹ جائے گا۔'' (دیکھئے: جامع الفتاوی الطبیۃ ص ۹۴)

رہا مسئلہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث کا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من أصابه قيء او رعاف أو قلس او مذي فلينصرف فليتوضأ ثم ليبن على صلاته وهو في ذلك لم يتكلم''

جسے نماز میں قے آئے یا نکسیر پھوٹے یا منہ بھر کر پانی نکلے یا مذی نکلے،تو وہ نماز سے لوٹ جائے اور جا کر وضو کرے، پھر آ کر اپنی باقی نماز پوری کرے، بشرطیکہ اس نے کسی سے بات چیت نہ کی ہو۔

ابن ماجہ/ اقامۃ الصلوات ۱۲۲۱، دارقطنی ج۱/۱۵۴ ح ۱۲، بیہقی ج۱/۱۴۲ ح ۶۵۲

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

دیکھئے: ضعیف ابن ماجہ ج۱/ ۸۹ ح ۲۵۲

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے۔'' (دیکھئے: المجموع ۴/۸۳)

ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔'' (اور مرسل ضعیف کی قسموں میں سے ہے) (خلاصۃ البدر المنیر ج۱/۱۴۹)

صاحب الدرر فرماتے ہیں:

''اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ہیں، جو ابن جریج سے روایت کرتے ہیں اور اسماعیل بن عیاش کی روایتیں اہل حجاز سے ضعیف ہیں۔''

الدرر فی تخریج الحجر ص ۱۰۳، نصب الرایۃ للزیلعی ۱/۶۸

(۳) گہری نیند سو جانے سے:

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"العين و كاء السه فمن نام فليتوضأ"
آنکھ (بیداری) سرین کا بندھن ہے، پس جو شخص سو جائے وہ (دوبارہ) وضو کرے۔
ابن ماجہ/ الطہارۃ ۴۷۷، ابوداؤد ۲۰۳ (حسن) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ج ۱/ ۹۷ ح ۳۸۶
لہذا جو شخص لیٹ کر یا ٹیک لگا کر یا بیٹھا ہوا گہری نیند سو جائے کہ ہوا کے خارج ہونے کا احساس باقی نہ رہے، تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن بیٹھے ہوئے جھپکی لگ جانے یا اونگھ آ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔
جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ کے صحابہ نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگتے تھے اور پھر وضو کئے بغیر نماز ادا کر لیتے تھے۔
مسلم/ الحیض ۳۷۶
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہر سوئے ہوئے شخص پر وضو واجب ہے الا یہ کہ جسے ایک دو بار جھپکی آ جائے۔
مصنف عبدالرزاق ج ۱/ ۱۲۹، فتح الباری ج ۱/ ۳۷۵، بیہقی ج ۱/ ۱۱۹
علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فتح الباری کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:
"اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ نیند سے وضو کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، چنانچہ اونگھ یا ہلکی نیند سے وضو نہیں ٹوٹے گا، وضو اس نیند سے ٹوٹے گا جس سے شعور پورے طور پر زائل ہو جائے۔" (فتح الباری ج ۱/ ۳۷۶)
دارالافتاء سعودی عرب کے فتوی میں کہا گیا ہے:
"گہری نیند سے وضو کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے، لہذا جو شخص مسجد میں یا کہیں اور گہری نیند سو جائے، تو اس پر دوبارہ وضو لازم ہے، خواہ وہ کھڑا، لیٹا یا بیٹھا ہو، خواہ اس

کے ہاتھ میں تسبیح ہو یا نہ ہو اور اگر نیند گہری نہ ہو مثلاً اونگھ جس سے شعور زائل نہیں ہوتا تو اس پر دوبارہ وضو لازم نہیں ہے۔" (فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۵/ ۲۶۲)
(۴) عقل کے کھو جانے سے:
جس شخص کی عقل دیوانگی، نشہ، بے ہوشی اور عقل کو زائل کر دینے والی دواؤں یا بیماریوں کی وجہ سے کھو جائے، اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔
المغنی لابن قدامہ ۱/ ۲۳۴
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"اہل علم کا اتفاق ہے کہ دیوانہ پن، بے ہوشی، شراب، نبیذ اور بھنگ کے نشہ سے، اسی طرح دوا سے عقل کے زائل ہو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ زوال عقل تھوڑے لمحہ کے لئے ہو یا زیادہ وقت کے لئے۔" (شرح النووی علی صحیح مسلم ۲/ ۷۹)
(۵) بغیر پردہ کے شرمگاہ کے چھونے سے:
بغیر پردہ کے شرمگاہ کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "من مس ذكره فليتوضأ"
جو شخص اپنے آلہ تناسل کو چھوئے، وہ وضو کرے۔
ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۸۱، ترمذی ۸۲ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج ۱/ ۱۵۰ ح ۱۱۶
ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب کوئی شخص اپنا ہاتھ بغیر کسی پردہ اور آڑ کے اپنی شرمگاہ کو لگائے تو وہ وضو کرے۔
مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں "اس پر وضو واجب ہو گیا"۔
ابن حبان ۱۱۱۸ ج ۳/ ۴۰۱، دارقطنی ج ۱/ ۲۶۸ ح ۵۳۲، مسند احمد ج ۲/ ۳۳۳ ح

۸۴۰۴،(جید) دیکھئے: سلسلة الاحادیث الصحیحة ج ۳/ ۲۳۸ ح ۱۲۳۵

(٦) اونٹ کا گوشت کھانے سے:

جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کیا ہم بکری کا گوشت کھا کر وضو کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو کرلو، نہ چاہو تو نہ کرو، پھر اس نے سوال کیا: کیا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرو۔ (مسلم/ الحیض ۳۶۰)

(۱۰) کن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

(۱) شک سے وضو نہیں ٹوٹتا:

ابو ہریرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا وجد أحدكم في بطنه شيئا فأشكل عليه أخرج منه شئي أم لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا او يجد ريحا"

جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے، پھر اسے شک ہو کہ اس سے ہوا وغیرہ تو خارج نہیں ہوئی تو مسجد سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک کہ (ہوا نکلنے کی) آواز نہ سن لے یا بو محسوس نہ کرلے۔ (مسلم/ الحیض ۳۶۲)

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی جسے خیال آیا کہ نماز میں اس سے ہوا خارج ہوئی ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

نماز اس وقت تک نہ توڑے جب تک (ہوا نکلنے کی) آواز نہ سن لے یا اسے بدبو محسوس نہ ہو۔ (بخاری/ الوضوء ۱۳۷)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جب تک وضو کے ٹوٹنے کا مکمل یقین نہ ہوجائے

اس وقت تک محض شک کی بنا پر دوبارہ وضو نہ کرے، کیوں کہ وضو ایک یقینی چیز ہے جو یقین ہی سے ٹوٹتا ہے، محض شک یا وہم سے نہیں۔

(۲) بدن یا کپڑے میں گندگی لگ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

بدن یا کپڑے میں گندگی لگ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، بلکہ اس گندگی کو زائل کر دینے ہی سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر وضو کی حالت میں بدن یا کپڑے میں گندگی لگ جائے، تو اس سے وضو متاثر نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ وضو کو توڑ دینے والی کوئی چیز نہیں پائی گئی، لیکن اسے زیادہ سے زیادہ یہ کرنا چاہیے کہ اپنے بدن یا کپڑے سے اس گندگی کو دھلے اور پہلے ہی وضو سے نماز پڑھے۔'' (مختصر مخالفات الطہارة والصلاة للسدحان ص ۳۵)

(۳) عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

اہل علم کے صحیح ترین قول کے مطابق عورت کو شہوت یا بغیر شہوت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیوں کہ احادیث میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے بعض ازواج مطہرات کو بوسہ دیا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

ابوداؤد/ الطہارة ۱۷۸، ترمذی ۸۶ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ۱/ ۳۶ ح ۱۶۴

عائشة رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے، جب آپ سجدہ میں جاتے تو اپنے ہاتھ سے مجھے دبا دیتے اور میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوجاتے، تو میں پھر انھیں پھیلا دیتی، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ (بخاری/ الصلاة ۳۸۲، مسلم/ الصلاة ۵۱۲)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مذکورہ حدیث دلیل ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔''

نیل الاوطار ۱/ ۲۹۰

رہا مسئلہ سورۃ نساء میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان کا:

﴿.... أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً ﴾ (النساء:۴۳)

.... یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔

تو اہل علم کے راجح قول کے مطابق اس سے مراد جماع ہے۔

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''لمس، مس اور غشیان'' کے معنی جماع کے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کنایۃً استعمال کیا ہے۔

معانی القرآن للنحاس ج۲/ ۲۵۷

علامہ زمخشری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

'' أو لامستم النساء'' کا معنی ہے '' دخلتم بهن'' یعنی تم نے عورتوں سے دخول یعنی جماع کیا ہو۔ (الکشاف ج۱/ ۱۱۴)

اہل علم کی مذکورہ بالا تفسیر کی روشنی میں معلوم ہوا کہ فرمان الٰہی ''أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء'' سے مراد عورت کو چھونا نہیں بلکہ جماع کرنا مراد ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا الا یہ کہ مذی وغیرہ خارج ہو جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا

کی یہ روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض ازواج مطہرات کو بوسہ دیا اور پھر وضو کئے بغیر نماز کے لئے تشریف لے گئے'' (مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین ۱۱/ ۱۴۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا الا یہ کہ مذی خارج ہو جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۴) خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نکلے ایک شخص نے کسی مشرک کی عورت کو مار ڈالا، اس شخص نے قسم کھائی کہ میں باز نہ آؤں گا جب تک محمد (ﷺ) کے کسی صحابی کو قتل نہ کرلوں، چنانچہ وہ نبی ﷺ کے نشان پر ڈھونڈھتا ہوا نکلا، نبی ﷺ ایک جگہ پر اترے اور فرمایا: کون ہماری حفاظت کرے گا؟ ایک مہاجر (عمار بن یاسر) اور ایک انصاری (عباد بن بشر رضی اللہ عنہما) رضامند ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ گھاٹی کے سرے پر رہو، دونوں آدمی گھاٹی کے سرے پر پہنچے وہاں جاکر مہاجر صحابی لیٹ رہے اور انصاری صحابی کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے، وہ شخص (مشرک) آیا اور اس نے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ قوم کا محافظ ہے، مشرک نے تیر مارا جو بالکل ٹھیک آکر صحابی رسول کو لگا، انھوں نے تیر نکال لیا (اور نماز میں لگے رہے) یہاں تک کہ اس نے (یکے بعد دیگرے) تین تیر مارے، اس وقت انہوں نے رکوع اور سجدہ کرکے اپنے ساتھی کو ہوشیار کیا، جب مشرک کو معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ ہوشیار ہوگئے ہیں، تو وہ بھاگ گیا، جب مہاجر نے انصاری کے جسم پر خون دیکھا تو بطور تعجب سبحان اللہ کہا اور کہا تو نے پہلے تیر میں مجھے کیوں ہوشیار نہ کیا؟ انصاری صحابی نے کہا: میں ایک سورت پڑھ رہا تھا میرا دل نہ چاہا کہ اسے توڑ دوں۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۹۷،بیہقی ۱/ ۱۴۰ ح ٦۴۷، مستدرک حاکم ۱/ ۲۵۸ح ۵۵۷، ابن خزیمہ ۱/ ۲۴ح ۳٦،مسند احمد ۳/ ۳۴۳ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج۱/ ۴۰ح ۱۸۲

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

’’یہ حدیث واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ پیشاب و پاخانہ کے مقام علاوہ کہیں اور سے خون نکلنا ناقض وضو نہیں ہے، خواہ خون بہہ جائے یا نہ بہے، بیشتر علماء کا یہی کہنا ہے اور یہی حق ہے۔‘‘ (عون المعبود ج۱/ ۲٦۰)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’پیشاب و پاخانہ کے مقام کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ سے خون نکلنا ناقض وضو نہیں ہے۔‘‘ (سبل السلام ج۱/ ۹۹)

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

دار قطنی ۱/ ۴۰٦ح ٦، مصنف بن ابی شیبۃ ۲/ ۲۲٦،مؤطا امام مالک ۱/ ۳۹ح ۸۲ (صحیح)
دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۲۲۵ح ۲۰۹

چھٹی فصل:

مسح کے احکام و مسائل

❁ مسح کا معنی:

مسح والی جگہ پر ہاتھ پھیرنے کو اصطلاح شرع میں مسح کہا جاتا ہے۔
دیکھئے: الجامع لأحکام القرآن ج۳/ ۱٦۸

❁ کن چیزوں پر مسح کرنے کی رخصت ہے؟

جن چیزوں پر مسح کرنے کی رخصت ہے، وہ مندرجہ ذیل تین چیزیں ہیں:
(۱) موزوں پر مسح (۲) عمامہ پر مسح (۳) پٹی پر مسح
ذیل میں ہر ایک کا تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) موزوں پر مسح:

عروہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے چلے گئے، (واپس آئے) تو مغیرۃ رضی اللہ عنہ آپ پر پانی ڈالنے لگے اور آپ ﷺ وضو کرتے رہے، آپ ﷺ نے اپنے منہ اور ہاتھ دھوئے، سر اور موزوں پر مسح کیا۔ (بخاری، الوضوء ۱۸۱، ۲۰۳)

ہمام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، لوگوں نے کہا: آپ ایسا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ’’ہاں‘‘

”رأيت رسول الله ﷺ بال ثم توضأ و مسح على خفيه“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پرمسح کیا۔

اعمش کہتے ہیں کہ ابراہیم النخعی نے کہا: کہ یہ حدیث ان لوگوں کو پسند آتی تھی کیوں کہ جریر رضی اللہ عنہ نے مائدۃ (آیت وضو) کے نازل ہونے کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

مسلم/ الطہارۃ ۲۷۲

جس سے واضح ہے کہ موزوں پرمسح کے منسوخ ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے، کیوں کہ جریر رضی للہ عنہ نے آیت وضو کے نزول کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت جرابوں (اونی موزے) اور جوتوں پرمسح کیا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۵۹، ترمذی ۹۹ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ا/ ۱۳۳ ارواء الغلیل ج ا/ ۳۷

اس باب میں مذکورہ احادیث کے علاوہ بہت ساری احادیث ہیں جن سے موزوں پرمسح کا ثبوت ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میرے دل میں موزوں پرمسح سے متعلق کوئی شبہ نہیں ہے، کیوں کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے چالیس احادیث وارد ہیں۔'' (شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی ج ا/ ۳۷۸)

امام حسن رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''مجھ سے ستر سے زیادہ صحابہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے موزوں پرمسح کیا۔''

(تفسیر القرطبی ۶/ ۹۳، الأوسط لابن المنذر ا/ ۴۳۰، نصب الرایۃ ا/ ۱۶۲)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''شمار وقطار سے باہر صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت نے موزوں پرمسح کی بابت

روایت کیا ہے۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ج ۲/ ۱۷۰)

❁ لغت عرب میں '' خُف '' کا معنیٰ:

باریک چمڑے کا بنا ہوا جو پاؤں میں پہنا جائے۔

دیکھئے: القاموس الفقہی ص ۱۱۸، المعجم الوسیط ج ا/ ۲۴۶

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''خف چمڑے کے جوتے کو کہتے ہیں جو ٹخنوں کو چھپائے ہوتے ہیں۔'' (نیل الاوطار ج ا/ ۲۶۸)

❁ اون اور نائیلون کے موزوں پر بھی مسح جائز ہے:

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پرمسح کیا۔

ابن ماجہ/ الطہارۃ ۵۶۰ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ا/ ۹۱ ح ۴۵۴

مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پرمسح کیا۔

ترمذی، الطہارۃ ۹۹، ابوداؤد ۱۵۹ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج ا/ص ۱۳۷ ح ۱۰۱، امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی فوجی جماعت باہر بھیجی، انھیں سفر میں ٹھنڈک لگی، واپس آنے پر انھوں نے آپ کی خدمت میں سردی کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے انھیں عماموں اور تساخین پرمسح کرنے کا حکم دیا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۴۶، مستدرک حاکم ا/ ۲۷۵، بیہقی ا/ ۶۲، مسند احمد ۵/ ۲۷۷ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ا/ ۳۰ ح ۱۳۳، شعیب الأرناؤط نے کہا: ''اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں''

یحی البکاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جرابوں پر مسح چمڑے کے موزوں پر مسح کی طرح ہے۔
(مصنف عبدالرزاق ۱/۲۰۱ ح ۷۸۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱/۱۷۳)

لغت عرب میں "جَوْرَب" کا معنی:

عربی زبان کی معروف لغت لسان العرب میں ہے:
"جورب پاؤں کے لفافہ کو کہتے ہیں۔" (لسان العرب ۱/۲۵۹)
نیز "کتاب العین" میں ہے: کہ جورب پاؤں کے لفافہ کو کہتے ہیں۔
کتاب العین ۶/۱۱۳
علامہ ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"گرمی حاصل کرنے کے لئے اون کے بنائے گئے پاؤں کے دو غلافوں کو جورب کہا جاتا ہے۔" (دیکھئے: تاج العروس ج۱/۳۵۲)
مسلک حنفی کے مشہور عالم علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"جورب اس کو کہتے ہیں جسے سخت سرد علاقے (شام) کے لوگ پہنتے ہیں وہ بٹی ہوئی اون سے بنائی جاتی ہیں اور پاؤں میں ٹخنوں سے اوپر تک پہنی جاتی ہیں۔" (عون المعبود ج۱/۲۱۱)
حطاب المالکی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:
"جورب اس کو کہتے ہیں جو چمڑے کے موزے کی شکل کا ہو اور سوتی یا اونی کپڑے وغیرہ سے بنایا گیا ہو۔" (مواہب الجلیل ج۱/ ۳۱۸)
معلوم ہوا کہ جورب پاؤں میں پہنے جانے والے لباس کو کہتے ہیں خواہ وہ چمڑے کا ہو یا اون کا یا سوتی وغیرہ۔

تساخین کی تشریح:

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:
"تساخین ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے پاؤں کو گرمی پہنچانے کے لئے پہنا جائے، خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا اون وغیرہ کے موزے ہوں۔" (تحفۃ الاحوذی ۱/۳۵۵)
امام ابن رسلان رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "تساخین ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے پاؤں کو گرمی پہنچانے کے لئے پہنا جائے، خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا اون وغیرہ کے موزے ہوں۔" (عون المعبود ج۱/۱۶۹)
لسان العرب میں ہے کہ تساخین چمڑے کے موزوں کو کہتے ہیں۔
لسان العرب ج۱۳/۲۰۴
معلوم ہوا کہ پاؤں جس چیز سے ملفوف ہوں، اسے تساخین کہا جاتا ہے خواہ وہ چمڑے کا ہو یا غیر چمڑے کا، چنانچہ اگر ان میں مسح کی شرائط پائی جائیں، تو ان پر مسح جائز ہے۔

جوتیوں پر مسح کی توضیح:

جوتیوں پر مسح کا جو ذکر ان احادیث میں وارد ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ کہ صحابہ کرام کی جوتیوں میں صرف تسمہ ہی لگا ہوتا تھا اور پاؤں اوپر سے پورے طور پر کھلا ہوتا تھا جو موزوں پر مسح میں رکاوٹ نہ تھا' اسی لئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام بسا اوقات جوتیاں اتارے بغیر ہی موزوں پر مسح کر لیتے تھے' لیکن اس وقت کی جوتیوں پر مسح درست نہیں ہے، کیوں کہ ان سے پاؤں کے اوپری حصہ بھی چھپے ہوتے ہیں جو موزوں پر مسح میں رکاوٹ ہیں، لیکن اگر فل ہوائی چپلیں ہوں جن میں اوپر سے صرف تسمہ ہی لگا ہوتا ہے اس طرح پاؤں اوپر سے کھلا ہی ہوتا ہے، تو ان پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جوتے کے تسموں پر مسح کیا جو قدم کے ظاہری حصہ پر تھے، رہا پاؤں کے نچلے حصہ اور ایڑیوں کے مسح کا، تو ان کا مسح موزوں کی حالت میں بھی مسنون نہیں ہے، تو پھر جوتوں کی حالت میں بھی یہی حال ہوگا۔ (یعنی پاؤں کے نچلے حصہ اور ایڑیوں کا مسح مسنون نہیں ہوگا) (المغنی ۱/ ۳۷۵)
نیز اس معنی کی تائید اہل لغت کی اس تشریح سے بھی ہوتی ہے جسے انھوں نے ''نعل'' کی تعریف میں ذکر کیا ہے۔
نعل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے۔
لسان العرب ۱۱/ ۶۶۷، القاموس المحیط ۱/ ۱۳۷۴، تاج العروس ۱/ ۷۵۵۹

موزوں پر مسح کا حکم:

اللہ سبحانہ وتعالی نے موزوں پر مسح کی رخصت دی ہے، تاکہ بندہ مسلم موزوں کو ہر وضو کے وقت نکالنے کی مشقت سے بچ سکے، یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے بندوں پر آسانی ہے، چنانچہ موزوں پر مسح کرنا پیروں کو دھونے کے مقابل افضل ہے۔
امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پیروں کو دھونے کے مقابل موزوں پر مسح کرنا افضل ہے۔'' (المغنی ج۱/ ۳۶۰)
امام منصور البہوتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''موزوں پر مسح اللہ کی جانب سے رخصت ہے اور ان پر مسح کرنا دھونے سے افضل ہے'' (الروض المربع ج۱/ ص۳۲)
کیوں کہ اس میں اللہ سبحانہ وتعالی کی عطا کردہ رخصت پر عمل کرنا ہے اور اللہ کی عطا کی ہوئی رخصتوں کو اپنانا چھوڑنے کے مقابل افضل ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''ان الله يحب أن تؤتى رخصه كما يكره أن تؤتى معصيته''
اللہ تبارک وتعالی جس طرح ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی نافرمانی کے کاموں کو کیا جائے اسی طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو اپنایا جائے۔
مسند احمد ۲/ ۱۵۸، صحیح ابن حبان ۶/ ۴۵۱، سنن بیہقی ۳/ ۱۴۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۳/ ۹ ح ۵۶۴
نیز عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''ان الله يحب أن تقبل رخصه كما يحب أن تؤتى عزائمه''
اللہ تبارک وتعالی جس طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کے فرائض کو بجا لایا جائے، اسی طرح پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کیا جائے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۰/ ۸۴، مصنف ابن ابی شیبۃ ج۵/ ۳۱۸ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۳/ ۱۱)
عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا گیا، تو آپ نے ان میں سے آسان ترین کو اختیار فرمایا، جبکہ اس میں گناہ نہ ہو، اگر گناہ ہوتا تو آپ ایسے کام سے بہت ہی دور رہتے۔
(بخاری/ الحدود ۶۷۸۶، مسلم/ الفضائل ۲۳۲۷)
ثانیا: موزوں پر مسح کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پیروی ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ اگر آپ پیروں میں موزے پہنے ہوتے، تو ان کو نہ اتارتے، بلکہ ان پر مسح کرتے اور اگر نہ پہنے ہوتے، تو پیروں کو دھوتے۔
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں کو باوضو ہو کر پہنا ہو، پھر وضو ٹوٹ جانے پر دوبارہ وضو کرتے وقت موزوں کو نکال کر پیروں کو دھویا ہو، بلکہ آپ

ﷺ موزوں پر مسح کرتے تھے، لہذا رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں موزوں پر مسح کرنا افضل ہے۔" (مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیة ۲۶/۹۴)

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ اس مسئلہ لکھتے ہیں:

"اگر پاؤں ننگے ہوں، تو ان کا دھونا افضل ہے اور اگر پیروں میں موزے ہوں، تو ان پر مسح کرنا افضل ہے۔" (الطہارة، للشیخ محمد بن عبدالوہاب ص۲۲)

ثالثاً: اس میں اہل بدعت روافض کی مخالفت ہے جو موزوں پر مسح کے منکر ہیں اور موزوں پر مسح کے بجائے پیروں پر مسح کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میری پسند یہ ہے (پیروں کو دھونے کے مقابل) موزوں پر مسح کرنا افضل ہے، کیوں کہ اہل بدعت خوارج اور روافض نے اس سنت پر تنقید کی ہے، اور جن سنتوں پر مخالفین نے تنقید کی ہو ان کا زندہ کرنا چھوڑنے سے افضل ہے۔

فتح الباری ج۱/ ۳۶۶ طبعہ دارالریان للتراث قاہرہ، تحفۃ الاحوذی ج۱/ ۲۶۴

❁ موزوں پر مسح کی شرائط:

چمڑے کے موزوں اور ان کے قائم مقام اون وغیرہ کے موزوں پر مسح کے جائز ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں، ان شرطوں کے پائے جانے ہی پر مسح کے جائز ہونے کا دارومدار ہے، چنانچہ اگر موزے میں یہ شرطیں نہ پائی جائیں، تو اس پر مسح جائز نہیں ہے، ذیل میں ہم ان شرطوں کا ذکر کرتے ہیں:

پہلی شرط: موزوں کو وضو کرکے پہنا گیا ہو:

مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا، میں نے وضو

کے وقت چاہا کہ آپ کے دونوں موزے اتار دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں رہنے دو، میں نے انہیں باوضو ہوکر پہنا تھا، پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔ (بخاری/ الوضو۲۰۶)

دوسری شرط: موزہ حلال کا ہو:

چرائے ہوئے یا غصب کئے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کا پہننا حرام ہے اور حرام چیز کے ذریعہ اللہ کی رخصتوں کو حلال کرنا درست نہیں ہے۔
الملخص الفقہی للفوزان ص۵۶

اسی طرح اگر موزہ ریشم کا ہو، تو اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اللہ نے اس امت کے مردوں پر ریشم حرام قرار دیا ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا اپنے بائیں ہاتھ میں لیا، پھر فرمایا:

"ان هذين حرام على ذكور امتي" یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

ابوداؤد/ اللباس ۴۰۵۷، ابن ماجہ ۳۵۹۵ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۸۲ ح ۲۸۹۶، غایۃ المرام ص۶۴

تیسری شرط: موزہ پاک ہو:

وہ موزہ جو کسی نجاست کے لگنے کی وجہ سے ناپاک ہوگیا ہو، اس پر مسح جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اسی اثنا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے اپنے جوتوں کو نکال کر بائیں جانب رکھ دیا، جب صحابہ نے آپ کو اپنے جوتے نکالتے ہوئے دیکھا، تو انھوں نے بھی اپنے جوتے نکال دئے، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو صحابہ سے پوچھا تم نے اپنے جوتے کیوں نکال دئے، صحابہ کرام نے کہا: ہم

نے آپ کو جوتے نکالتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے نکال دئے۔
یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے بتلایا کہ آپ کے جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے"۔ (اس لئے میں نے جوتے نکال دئے)
پھر فرمایا:
"اذا جاء أحدكم الى المسجد فينظر فان رأى رأى في نعليه قذرا أو أذى فليمسحه و اليصل فيهما"
جب کوئی شخص (نماز کے لئے) مسجد آئے تو اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لے، اگر ان میں کوئی گندگی لگی ہوئی ہو تو انھیں (زمین پر رگڑ کر) صاف کرلے اور پھر ان میں نماز پڑھے۔
مسند احمد ج۳/۹۲، ابوداؤد/ الصلاۃ ۶۵۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۱/۳۱۴ ح۲۸۴
چنانچہ جب گندگی آلود جوتوں میں نماز درست نہیں ہے، تو پھر گندگی لگے ہوئے موزے پر مسح اور پھر اسمیں نماز کیسے درست ہوسکتی ہے۔
اسی طرح اگر موزہ نجس مادہ سے بنا ہوا ہو، مثلا مردار یا کتے یا گدھے یا سانپ وغیرہ کے چمڑوں سے، تو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے اس پر مسح جائز نہیں ہے۔
الشرح الختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۵۷

چوتھی شرط: موزے ٹخنوں سے نیچے نہ ہوں:

موزوں پر مسح کے لئے شرط ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کا واجبی حصہ چھپا ہوا ہو، یعنی موزے ٹخنے سے نیچے نہ ہوں کہ دھلا جانے والا حصہ کھلا ہوا ہو، چنانچہ اگر ٹخنے اور پاؤں کھلے ہوئے ہوں، تو اس پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ کھلے ہوئے حصہ کا دھونا اور چھپے

ہوئے حصہ پر مسح کرنا واجب ہے، اور دھونا اور مسح کرنا دونوں ایک ساتھ اکٹھا نہیں ہوسکتے، لہذا اس طرح کے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ (الکافی ج۱/ص۷۶)
اسی طرح پھٹا ہوا موزہ جس سے پاؤں کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا ہو، اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے۔ (الشرح الختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۵۷)
لیکن اگر تھوڑی مقدار میں پھٹا ہوا ہو، تو اس پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
فتاوی اللجنۃ الدائمہ ح/۵ ص۲۴۶
اسی طرح اگر موزے بہت باریک ہوں جس سے پاؤں کا رنگ ظاہر ہو رہا ہو، تو اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے، ایسی صورت میں پاؤں گویا کہ ننگے ہی ہیں۔
منار السبیل ج۱/۴۴
کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس موزے پر مسح کیا اور امت کو اس کا حکم دیا وہ قدم کو چھپائے ہوئے، کامل غیر پھٹے ہوئے موزے تھے۔
الشرح الختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۵۸
علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"جراب پر مسح کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ موٹا ہو اور پاؤں کو چھپائے ہوئے ہو، اگر جراب باریک ہو، تو اس پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں تو پاؤں گویا ننگے ہی ہیں۔" (الفتاوی الاسلامیۃ ج۱/۲۳۴)

پانچویں شرط: مسح طہارت صغری کی صورت میں ہو:

موزوں پر مسح صرف طہارت صغری (چھوٹی پاکی) کی صورت میں جائز ہے، طہارت کبری (بڑی پاکی) مثلا غسل جنابت، غسل حیض ونفاس وغیرہ درپیش ہو، تو پھر مسح کی اجازت نہیں، بلکہ ان حالات میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا واجب ہے۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جب مسافر ہوں تو تین دن اور تین رات موزے نہ اتاریں، ہاں البتہ حالت جنابت میں انھیں اتارنا ہوگا، پیشاب و پاخانہ اور نیند کی وجہ سے انھیں اتارنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ترمذی/ الطہارۃ ۹۶، النسائی ۱۲۷، مسند احمد ۴/ ۴۰، صحیح ابن خزیمۃ ۱/ ۱۹۳ (حسن)
دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۲۷، صحیح النسائی ۱/ ۵۰، ارواء الغلیل ج ۱/ ۱۴۰

❁ ''طہارت کبری وصغری'' سے مراد:

طہارت کبری سے مراد وہ طہارت ہے جو جنابت، حیض اور نفاس کے بعد حاصل کی جاتی ہے، اور طہارت صغری سے مراد وہ طہارت ہے جو حدث اصغر یعنی پیشاب و پاخانہ اور ہوا کے خروج جیسے نواقض وضو کی صورت میں حاصل کی جاتی ہے۔

❁ مسح کی مدت:

مدت مسح مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے۔

شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کی بابت پوچھنے کے لئے آیا، تو انھوں نے کہا: علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، شریح کہتے ہیں کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، تو انھوں نے کہا:

"جعل رسول الله ﷺ ثلاثة أيام و لياليهن للمسافر و يوما ليلة للمقيم"

رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے (مسح کی مدت) تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مقرر فرمائی ہے۔ (مسلم، الطہارۃ ۲۷۶)

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں مسافر

کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن ایک رات موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

مسند احمد ۶/ ۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۶۱، بیہقی ج ۱/ ۲۷۵ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج ۱/ ۱۳۸ ح ۱۰۲

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''موزوں پر مسح سے متعلق یہ سب سے اچھی حدیث ہے، کیوں کہ یہ آخری غزوہ، غزوہ تبوک کی ہے اور آپ ﷺ کا آخری فعل یہی ہے (یعنی موزوں پر مسح کرنا، چنانچہ مسح کے منسوخ ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے)۔'' (العدۃ فی شرح العمدۃ ج ۱/ ۴۱)

❁ موزوں پر مسح کی کیفیت:

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پانی سے تر کرکے کشادہ حالت میں پاؤں کی انگلیوں پر رکھیں اور پنڈلی کی جانب کھینچیں، اس کیفیت سے دونوں پیروں کے اوپری حصہ کا دائیں پاؤں کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کا بائیں ہاتھ سے ایک بار مسح کریں۔

حاشیۃ المنتہی للنجدی ج ۱/ ۶۴، الملخص الفقہی ۵۸، فتاوی المسح علی الخفین للعثیمین ص ۸۲

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر دین عقل پر ہوتا، تو موزے کے نچلے حصہ پر مسح کرنا اس کے اوپری حصہ پر مسح کرنے سے بہتر ہوتا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کرتے تھے۔

ابوداود، الطہارۃ ۱۶۲، دارقطنی ۷۶۹ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج ۱/ ۱۴۰

❁ کیا موسم گرما میں بھی بغیر کسی عذر کے موزوں پر مسح کرنا درست ہے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موزوں پر مسح صرف موسم سرما میں سخت ٹھنڈک کے ساتھ خاص ہے اور موسم گرما میں موزوں پر مسح درست نہیں ہے، جبکہ درست بات یہ ہے کہ موزوں پر مسح ہر موسم میں جائز ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب موزوں پر مسح کا

ذکر کیا تو اسے کسی موسم کے ساتھ خاص نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ نے اسے عام رکھا۔

جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ مقیم موزوں پر ایک دن ایک رات اور مسافر تین دن رات تک مسح کر سکتے ہیں۔(مسلم، الطہارۃ ۲۷۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موزوں پر مسح سفر، حضر، ضرورت، بلا ضرورت بہر صورت جائز ہے، یہاں تک کہ اس عورت کے لئے بھی جائز ہے جو اپنے گھر سے چمٹی ہوئی ہو۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ج ۲/ ۱۷۰)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''احادیث صحیحہ کے عموم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ موزوں اور جرابوں پر مسح موسم گرما و سرما ہر ایک میں جائز ہے، مجھے کسی ایسی شرعی دلیل کا علم نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ مسح صرف موسم سرما میں جائز ہے......اور علماء کے صحیح قول کے مطابق بے وضو ہونے کے بعد پہلے مسح سے مدت کا آغاز ہوگا۔'' (فتاوی اسلامیہ ج ۱/ ۲۳۵)

(۲) عمامہ پر مسح:

عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے عمامہ اور دونوں موزوں پر مسح کر رہے تھے۔(بخاری، الوضوء ۲۰۵)

مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور دونوں موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔(ترمذی/ الطہارۃ ۱۰۰ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۴۷)

بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔(مسلم، الطہارۃ ۲۷۵)

❁ عمامہ سے مراد:

عمامہ سے مراد سر پر پہنے جانے والی ٹوپی، رومال یا اس طرح کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ عرب کا معروف عمامہ ہے جسے وہ اپنے سر پر کئی چکر لپیٹتے ہیں اور اسے مضبوط باندھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ سر پر گنبد کی طرح ہو جاتا ہے۔(الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج ۱/ ۱۶۰)

ابن منظور رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''عمامہ سر کے معروف لباس کا نام ہے۔'' (لسان العرب لابن منظور ۱۲/ ۴۲۴)

❁ عمامہ پر مسح کی شرائط:

عمامہ پر مسح کے لئے وہی شرائط ہیں جو موزے پر مسح کے لئے ہیں۔
المغنی ۱/ ۳۸۳، الکافی ۱/ ۸۲

البتہ فقہاء نے مزید تین اور شرطوں کا ذکر کیا ہے، چنانچہ عمامہ پر مسح کے جائز ہونے کے لئے ان تمام شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، ہم ذیل میں باقی تین شرطوں کا ذکر کرتے ہیں:

پہلی شرط: عمامہ پر مسح مرد کے لئے درست ہے عورت کے لئے نہیں:

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ عمامہ پہنے اور اس پر مسح کرے، کیوں کہ عمامہ مرد کا لباس ہے عورت کا نہیں، اور رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس مرد پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں کا لباس پہنے، اور اس عورت پر بھی لعنت بھیجی ہے جو مردوں کا لباس پہنے۔
ابوداؤد، اللباس ۴۰۹۷، صحیح ابن حبان ۱۳/ ۶۲ (صحیح) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۲/ ۲۲۸

دوسری شرط: عمامہ کو ٹھوڑی کے نیچے سے لپیٹا گیا ہو:

عمامہ کو تھوڑی کے نیچے سے ایک یا دو چکر لپیٹا گیا ہو، یا عمامہ کا ایک کنارہ پیچھے لٹکا ہوا ہو، تا کہ عمامہ سر پر مضبوطی سے ثابت رہے وراس کا نکالنا مشکل ہو، تو اس طرح کے عمامہ پر مسح جائز ہے۔

لیکن سر پر باندھا ہوا وہ کپڑا جو نہ تو ٹھوڑی میں لپیٹا گیا ہوا اور نہ ہی اس کا کنارہ پیچھے لٹکا ہوا ہو، جس سے وہ سر پر مضبوط قائم نہ ہو، تو ایسے عمامہ پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کا نکالنا مشکل نہیں ہے۔

اسی طرح سر پر پہنی جانے والی دیگر چیزیں مثلاً ٹوپی، ہیٹ یا شماغ وغیرہ پر مسح جائز نہیں ہے، کیوں کہ ان میں عمامہ پر مسح کے جائز ہونے کی شرائط مفقود ہیں۔

تیسری شرط: عمامہ سے سر کا پورا حصہ چھپا ہوا ہو:

عمامہ پر مسح کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ کہ عمامہ سے پورا سر چھپا ہوا ہو، البتہ سر کے جس حصہ کو عادتاً کھلا رکھا جاتا ہے جیسے کہ پیشانی، دونوں کان وغیرہ، تو ان کے کھلے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

منتہی الارادات ج۱/۶۴، المطلع علی ابواب الفقہ ص۲۳، المغنی ج۱/۳۸۱

❁ عمامہ پر مسح کی کیفیت:

عمامہ پر مسح کی کیفیت یہ ہے کہ پورے عمامہ یا اس کے بیشتر حصہ پر مسح کیا جائے اور مسنون ہے کہ سر کا جو حصہ کھلا ہوا ہو، مثلاً پیشانی، سر کے کنارے وغیرہ ان پر بھی مسح کیا جائے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشانی سمیت عمامہ پر مسح کیا۔

فتاوی المسح علی الخفین ص۸۸، الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/۱۶۹

مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۷۴، ابوداؤد ۱۵۰، ترمذی ۱۰۰)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے سر پر مسح تین طریقوں سے ثابت ہے:

پہلا طریقہ: آپ ﷺ نے سر کا مسح کیا جب سر پر عمامہ نہیں تھا۔

دوسرا طریقہ: آپ ﷺ نے صرف عمامہ پر مسح کیا، جب پورا سر یا سر کا بیشتر حصہ عمامہ سے چھپا ہوا تھا۔

تیسرا طریقہ: آپ نے پیشانی کا مسح کیا اور سر کا مسح عمامہ ہی پر سے ہاتھ پھیر کر مکمل کیا۔ (زاد المعاد ج۱/۱۹۹)

(۳) پٹی پر مسح:

پٹی پر مسح بغیر مدت کی تحدید کے جائز ہے۔ (المغنی ج۱/۳۵۶)

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں نکلے ہم میں سے ایک شخص کے سر میں پتھر لگ گیا، جس کی وجہ سے سر میں زخم ہو گیا، پھر اس شخص کو احتلام ہو گیا، اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ میرے لئے شریعت میں تیمّم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا، ہم تمہارے لئے کوئی رخصت نہیں پاتے، کیوں کہ تم پانی پر قادر ہو (یعنی پانی موجود ہے) اس زخمی نے غسل کیا اور مر گیا، پھر جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ناحق ان لوگوں نے اس کو قتل کیا، اللہ ان کو قتل کرے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا، تو پوچھ لینا تھا، کیوں کہ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہے، اس شخص کے لئے کافی تھا کہ تیمّم کر لیتا اور اپنے زخم پر ایک کپڑا باندھ کر اس پر مسح کر لیتا، اور باقی سارا بدن دھوڈالتا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۳۳۶، ابن ماجہ/ التیمم ۵۷۲ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۶۴ ح ۳۲۵ صحیح ابن ماجہ ۱/۹۳ ح ۴۶۴

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو، تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کرے اور ارد گرد کو دھو ڈالے۔ (بیہقی باب المسح علی العصائب والجبائر ج ۱/ ۲۲۸ ح ۱۰۱۹)

❁ پٹی پر مسح کی کیفیت:

اگر وضو کے کسی عضو میں زخم ہو، تو اس کے مندرجہ ذیل چار احوال ہیں:

پہلی حالت: زخم کھلا ہوا ہو اور اس کو دھونے سے نقصان لاحق ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہو، تو ایسی صورت میں زخم کو دھونا واجب ہے۔

دوسری حالت: زخم کھلا ہوا ہو، مسح سے تو نہیں لیکن دھونے سے نقصان لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں زخم کو دھونا تو نہیں لیکن اس پر ہاتھ پھیر کر مسح کرنا واجب ہے۔

تیسری حالت: زخم کھلا ہوا ہو اور دھونا اور مسح کرنا دونوں ہی زخم کے لئے نقصان دہ ہوں، (تو ایسی صورت میں زخم پر پٹی باندھ لی جائے اور اس پر مسح کر لیا جائے اور اگر اس سے عاجز رہا) تو اس کے لئے تیمّم کر لے۔

چوتھی حالت: زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو یا اس پر بلاسٹر لگا ہوا ہو، تو ایسی صورت میں اس پر ہاتھ پھیر کر مسح کر لینا کافی ہے۔

فتاوی المسح علی الخفین ص ۹۲، الفتاوی المتعلقۃ بالطب وأحکام المرضی طبعۃ دار الافتاء ریاض ۱/ ۳۱

دار الافتاء سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

"اگر وضو کے مقامات میں سے کسی جگہ پر زخم ہو کہ اسے دھونا یا اس پر مسح کرنا ممکن نہ ہو، کیوں کہ اس سے زخم کے بڑھ جانے یا شفایابی کے مؤخر ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو ایسے شخص پر تیمّم واجب ہے۔ جو شخص زخم کی جگہ کو چھوڑ کر وضو کر لے اور نماز شروع کر دے اور دوران نماز اسے یاد آئے کہ اس نے زخم کی جگہ کے بدلے تیمّم نہیں کیا، تو وہ تیمّم کرے اور نماز دوبارہ شروع کرے، کیوں کہ زخم کے تیمّم کے بغیر اس نے جو نماز پڑھی ہے، وہ صحیح نہیں ہے، اس

کی تکبیر تحریمہ بھی صحیح نہیں ہوگی، یعنی نماز شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا، کیوں کہ طہارت صحت نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے اور وضو کے مقامات میں سے کسی مقام یا اس مقام کے کسی حصہ کو ترک کر دینے سے وضو صحیح نہ ہوگا۔

"رأى النبي ﷺ رجلا في قدمه قدر الدرهم لم يصبه الماء فأمره باعادة الوضوء"

نبی کریم ﷺ نے جب ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاؤں میں ایک درہم کے برابر جگہ خشک ہے جسے پانی نہیں پہنچا، تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضو کرے۔

(ابوداؤد/ الطہارۃ ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵)

چنانچہ اگر اس عضو کو دھونے اور مسح کرنے میں دشواری ہو، تو اس کے بدلے تیمّم کرنا واجب ہے، حسب ذیل ارشاد باری تعالی کے عموم کا یہی تقاضا ہے:

﴿وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مَّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً﴾ (المائدہ: ٦)

ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ج ۵/ ۳۵۷

❁ گردن کا مسح بدعت ہے:

بعض لوگ گردن کے مسح کو مستحب یا کم از کم سنت ضرور سمجھتے ہیں اور بڑی شدت کے ساتھ اس پر عمل کرتے ہیں، جبکہ واضح رہے یہ عمل بدعت ہے اور سراسر سنت نبوی کے خلاف ہے۔ بدعتوں میں ملوث حضرات کو رسول اللہ کی اس حدیث پر غور کرنا چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد"

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں،تو وہ عمل مردود،غیر قابل قبول ہے۔

گردن کے مسح کے قائلین جن دلائل سے استدلال کرتے ہیں وہ سبھی ضعیف یا موضوع ہیں ان میں سے کوئی چیز لائق استدلال نہیں ہے،ان میں سے چند ایک ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱)عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من توضأ و مسح عنقه لم يغل بالاغلال يوم القيامة"

جوشخص وضو کرے اور گردن کا مسح کرے،وہ روز قیامت بیڑیوں میں نہیں جکڑا جائے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

ملاحظہ ہو:سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة ۲/ ۱۶۷ح ۷۴۴

علامہ البانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں:

لہذا اس جیسی حدیث منکر ہے،خصوصا جبکہ ان تمام احادیث کے مخالف ہے جو نبی ﷺ کے طریقہ وضو میں وارد ہوئی ہیں،کیوں کہ ان میں سے کسی حدیث میں بھی گردن کے مسح کا ذکر نہیں ہے،بجز طلحہ بن مصرف عن أبیہ عن جدہ کی حدیث کے،کہ انھوں نے کہا:

"رأيت رسول الله ﷺ يمسح رأسه مرة واحدة حتى بلغ القذال وهو أول القفا"

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سر کا ایک بار گدی کے ابتدائی حصہ تک مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

اور ایک روایت میں ہے:

"و مسح رأسه من مقدمه الى مؤخره حتى أخرج يده من تحت اذنيه"

آپ ﷺ نے اپنے سر کا شروع سے اس کے آخر حصہ تک مسح کیا یہاں تک کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے نیچے سے نکالا۔

پھر ان احادیث کے ذکر کے بعد انھیں ضعیف قرار دیا ہے اور ائمہ کی ایک جماعت سے ان کی تضعیف نقل کی ہے۔

دیکھئے:سلسلة الاحاديث الضعيفة ۱/ ۱۶۹ ضعیف سنن ابی داؤد ح ۱۵

نیز گردن کے مسح کے استحباب کے قائلین مندرجہ ذیل حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسح الرقبة أمان من الغل"

گردن کا مسح بیڑی سے نجات کا باعث ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"یہ ایک من گڑھت حدیث ہے،نبی ﷺ کا فرمان نہیں ہے۔" (المجموع ۱/ ۴۶۵)

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔

دیکھئے:سلسلة الاحاديث الضعيفة ۱/ ۱۶۷ ح ۶۹

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وضو میں گردن کے مسح کی حدیث باطل ہے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے قطعا کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔"

المنار المنیف ص ۱۲۰،زاد المعاد ج ۱/ ۱۹۵

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وضو میں گردن کے مسح کے بارے میں فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ سے وضو میں گردن کا مسح کرنا ثابت نہیں ہے، بلکہ کسی صحیح حدیث میں آپ

ﷺ سے یہ مروی نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ کے طریقہ وضو کے بیان میں وارد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ گردن کا مسح نہیں کرتے تھے“ (فتاوی ابن تیمیۃ ۲۱/ ۱۲۷)

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”گردن کا مسح سنت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ قریب تھا کہ اس کے بدعت ہونے پر امت کا اجماع ہو جائے۔“ (الروضۃ الندیۃ ۱/ ۳۵)

خلاصہ کلام یہ کہ گردن کے مسح پر دلالت کرنے والی جملہ احادیث غیر صحیح اور غیر ثابت ہیں اور اس بارے میں نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام کے عمل سے بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا، چنانچہ گردن کا مسح بدعت اور اس پر عمل حرام ہے۔

ساتویں فصل:

غسل کے احکام ومسائل

(۱) کن حالات میں غسل واجب ہے:

مندرجہ ذیل حالات میں مسلمان مرد وعورت پر غسل واجب ہو جاتا ہے:

(۱) منی کے نکلنے سے:

اگر مرد یا عورت سے بحالت بیداری نظر بازی، شہوانی خیالات یا میاں بیوی کے باہم بوس وکنار ہونے کی وجہ سے جوش ولذت کے ساتھ منی کا خروج ہو، تو ان دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”اذا رأيت المذى فاغسل ذكرك و توضا وضوءك للصلاة فاذا فضخت الماء فاغتسل“

جب دیکھو کہ مذی کا خروج ہوا ہے تو اپنے آلہ تناسل کو دھو لو اور اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہو اور اگر پانی جوش کے ساتھ نکلے تو غسل کرو۔

نسائی/ الطہارۃ ۱۹۳، ابوداؤد ۲۰۶ (صحیح) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۶۹، ارواء الغلیل ۱/ ۱۶۲

اور اگر بیماری یا قوت باہ کی کمزوری کی وجہ سے بحالت بیداری بغیر لذت وجوش کے منی کا خروج ہو، تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ مرد کی منی سفید گاڑھی اور عورت کی منی زرد پتلی ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان ماء الرجل غليظ أبيض و ماء المرأة رقيق أصفر"

بیشک مرد کا پانی (منی) گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی (منی) پتلا زرد ہوتا ہے۔ (مسلم/الحیض ۳۱۱)

اور اگر بحالت نیند منی کا خروج ہو جسے احتلام کہا جاتا ہے، تو اس سے غسل واجب ہوجاتا ہے گرچہ لذت محسوس نہ کرے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انما الماء من الماء"

پانی (منی) کے نکلنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔ (مسلم، الحیض ۳۴۳)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ یقیناً اللہ حق سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر غسل ہے جب اس کو احتلام ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' لیکن جب پانی (منی کا نشان) دیکھے.... آخر تک (بخاری/الغسل ۲۸۲، مسلم/الحیض ۳۱۳)

چنانچہ عورت یا مرد نیند سے بیدار ہوکر منی کا نشان دیکھیں، تو ان پر غسل واجب ہے، گرچہ خواب یاد نہ ہو اور اگر خواب تو یاد ہو، لیکن منی کا نشان نہ پائیں تو غسل واجب نہیں ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص نیند سے بیدار ہوکر اپنے کپڑے میں منی کی تری دیکھے، لیکن اسے خواب یاد نہ ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غسل کرے اور ایک شخص اسے خواب تو یاد ہو، لیکن اپنے کپڑے میں تری نہ دیکھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر غسل نہیں۔

ابوداود/الطہارۃ ۲۳۶، ابن ماجہ/الطہارۃ ۶۱۲ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداود/۱/ ۴۶ ح ۲۱۶

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز فجر پڑھائی نماز سے فراغت کے بعد اپنے

کپڑے میں منی کا نشان دیکھا، تو غسل کیا، اپنے کپڑے کو دھلا اور دوبارہ نماز پڑھی۔

مؤطا امام مالک ۱/ ۴۹ ح ۱۱۱، ۲۸۲، مصنف عبدالرزاق ۲/ ۳۴۷ ح ۳۶۴۴، بیہقی ۱/ ۴۰۵ ح ۱۷۶۰

(۲) آلہ تناسل کا شرمگاہ میں داخل کرنا:

مرد کے آلہ تناسل کے عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونے ہی سے مرد وعورت جنبی ہوجاتے ہیں اور ان پر غسل واجب ہوجاتا ہے گرچہ منی نہ نکلے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا جلس بين شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب عليه الغسل وفي حديث مطر : و ان لم ينزل"

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے، تو اس پر غسل واجب ہوگیا گرچہ منی نہ نکلے۔

بخاری/الغسل باب اذا التقی الختانان ح ۲۹۱، مسلم/الطہارۃ ۳۴۸، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین وانصار کے درمیان غسل جنابت کا مسئلہ زیر بحث آیا، مہاجرین کا کہنا تھا کہ غسل صرف دخول ہی پر فرض ہوجاتا ہے انزال شرط نہیں، انصار کا کہنا تھا کہ وجوب غسل کے لئے دخول کے ساتھ انزال شرط ہے، آخر قرار پایا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا جائے:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا جلس بين شعبها الاربع و مس الختان الختان فقد وجب الغسل"

جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور اس کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ کے ساتھ مس کرے (یعنی مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوجائے) تو غسل واجب ہوجاتا ہے۔ (مسلم، الحیض ۳۴۹)

(۳) کافر کا مسلمان ہوجانا:

اس مسئلہ میں اہل علم کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: اسلام میں داخل ہونے پر غسل واجب ہے۔

قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرلیں۔

ابوداؤد/الطہارۃ ۳۵۵، نسائی ۱۸۸، ترمذی ۶۰۵ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/۱۶۳، صحیح النسائی ۱/۶۷، امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن ہے،

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ثمامہ بن اثال نے اسلام قبول کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: کہ ان کو فلاں کے باغیچہ میں لے جاؤ اور کہو کہ غسل کریں۔(مسند احمد ۲/۴۸۳)

مذکورہ بالا دلائل سے استدلال کرتے ہوئے اہل علم کی ایک جماعت نے کہا کہ دخول اسلام پر غسل واجب ہے۔

دسرا قول: دخول اسلام پر غسل واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ہر اسلام میں داخل ہونے والے کو غسل کا حکم دیا ہو، کیوں کہ اگر غسل اسلام واجب ہوتا تو آپ ﷺ ہر اسلام میں داخل ہونے والے کو غسل کا حکم دیتے، اس سے معلوم ہوا کہ غسل اسلام واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

دلائل کی روشنی میں دوسرے قول کا راجح ہونا ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔

(۴) مسلمان کی موت:

شہید کے علاوہ ہر مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کے بارے میں فرمایا جو میدان عرفات میں اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئے تھے:

"اغسلوه بماء و سدر و كفنوه فى ثوبين"

اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو۔

بخاری/الجنائز: باب الکفن فی ثوبین ح ۱۲۶۵، مسلم، الحج باب ما یفعل بالمحرم اذا مات ح ۱۲۰۶

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم آپ کی بیٹی (زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہیں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذلك ان رأيتن ذلك"

تین بار، پانچ بار، سات بار اور اگر تم مناسب سمجھو، تو اس سے بھی زیادہ بار غسل دو۔

بخاری/الجنائز ۱۲۵۳، مسلم/الجنائز ۹۳۹

(۵) حیض کے بعد:

عورت کو حیض کے بعد پاکی کا غسل کرنا چاہیے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کے جواب میں فرمایا: ....کہ تم اتنے دنوں تک نماز چھوڑ دیا کرو جتنے دنوں تم پہلے حائضہ ہوتی تھی، پھر جب حیض کی یہ مدت ختم ہوجائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔ (بخاری/الحیض ۳۲۵ مسلم/الحیض ۳۳۳)

(۶) نفاس کے بعد:

وہ خون جو بچہ کی پیدائش پر جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں اس کے ختم ہونے پر عورت پر غسل واجب ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء کا اتفاق ہے کہ جس طرح حیض سے غسل واجب ہوجاتا ہے، اسی طرح نفاس سے بھی غسل واجب ہوجاتا ہے۔'' (الشرح الممتع ۱/۲۸۸)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''حیض و نفاس سے غسل کے واجب ہونے پر علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' (المغنی ۱/۲۷۷)

(۲) بحالت جنابت کون سے کام حرام ہیں:

جنابت سے مراد وہ ناپا کی ہے، جو احتلام یا بیوی سے ہم بستری کرنے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے، چنانچہ بحالت جنابت مندرجہ ذیل کام حرام ہیں:

(۱) نماز:

دلیل اللہ تعالی کا فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَقْرَبُواْ الصَّلاَةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى حَتَّىَ تَعْلَمُواْ مَا تَقُولُونَ وَلاَ جُنُباً إِلاَّ عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتَّىَ تَغْتَسِلُواْ ....﴾ (النساء۴۳)

اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو، تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں، جب تک کہ غسل نہ کرلو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے۔

(۲) خانہ کعبہ کا طواف:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خانہ کعبہ کا طواف نماز ہے مگر یہ کہ اللہ نے اس میں گفتگو کو جائز کر دیا ہے۔

نسائی ۲۹۲۵، ترمذی ۹۶۰، مستدرک حاکم ۱/۶۳۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/۱۵۴، صحیح النسائی ۲/۳۲۰

(۳) قرآن کریم کا چھونا اور اس کا پڑھنا:

بحالت جنابت قرآن کریم کا چھونا یا زبانی پڑھنا جائز نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک آدمی۔

مؤطا امام مالک، القرآن، باب الأمر بالوضولمن مس القرآن، دار قطنی/ الطہارۃ ج ۱/ ۲۱۹ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۵۸ ح ۱۲۲، امام ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے راوی ثقہ

ہیں، دیکھئے: مجمع الزاوائد ج ۱/ ۲۷۶

علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر حال میں قرآن کریم پڑھاتے تھے الا یہ کہ جنبی ہوں۔

ترمذی/ الطہارۃ ۱۴۶، ابوداؤد ۲۲۹، النسائی ۲۶، امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: "یہ حدیث حسن صحیح ہے"، حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری ۱/ ۴۰۸" میں اس حدیث کے ذکر کے بعد کہا: "اس حدیث کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے، محدثین نے اس کے ایک راوی کو ضعیف قرار دیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث حسن کی قبیل سے لائق حجت ہے"، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ج ۲/ ۲۴۱

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جنبی کے لئے غسل کئے بغیر قرآن مجید سے دیکھ کر یا زبانی تلاوت کرنا جائز نہیں، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ:

"أنه كان لا يحجزه شيء عن القرآن الا الجنابة"

جنابت کے سوا اور کوئی چیز آپ ﷺ کو قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں روکتی تھی۔

ہاں البتہ جنبی کے لئے قرآن مجید کے سننے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کے لئے یہ مستحب ہے، کیوں کہ اس میں بہت فائدہ ہے۔ البتہ وہ قرآن مجید کو ہاتھ لگا سکتا نہ دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔" والله ولی التوفيق (فتاوی اسلامیۃ ج ۱/ ۲۲۲)

(۴) مسجد میں ٹھہرنا:

عائشۃ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وجهوا هذه البيوت عن المسجد فاني لا أحل المسجد لحائض و لا جنب"

ان گھروں کو مسجد سے پھیرلو، کیوں کہ میں مسجد کو حائضہ یا جنبی کے لئے حلال قرار نہیں دیتا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۲۳۲، حافظ بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ’’میں اس حدیث کی سند میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ہوں، ابن خزیمہ نے اس کو صحیح اور ابن القطان نے حسن قرار دیا ہے‘‘، دیکھئے: تلخیص الحبیر ج۱/۱۴۰

لیکن ضرورت کے تحت مسجد میں ٹھہرے بغیر صرف گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اللہ تعالی کے فرمان ﴿ ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا ﴾ کا ایک مفہوم مفسرین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تم بحالت جنابت مسجد میں نماز کے لئے نہ جاؤ الا یہ کہ مسجد کے اندر سے گزرنے کی ضرورت پڑے تو گزر سکتے ہو۔

دیکھئے: الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج۳/ ۱۴۶

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مجھے مسجد سے چٹائی دے دو، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: میں تو حالت حیض میں ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

مسلم، الحیض ۲۹۸، ترمذی/ الطہارۃ ۱۳۴

معلوم ہوا کہ بڑی ناپاکی کی صورت میں مسجد سے صرف گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لیکن اگر بوجہ ضرورت مسجد میں بیٹھنا چاہے، تو وضو کرلے، پھر بیٹھے، کیوں کہ وضو کرلینے کی وجہ سے ناپاکی ہلکی ہوجائے گی۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ کو دیکھا کہ وہ جنبی ہوتے، پھر نماز جیسا وضو کرکے مسجد میں بیٹھتے تھے۔

سنن سعید بن منصور ص ٦۴٦، امام زرکشی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔ دیکھئے: اعلام الساجد باحکام المساجد للزرکشی ص ۳۱۵

(۳) کن کاموں کے لئے غسل مستحب ہے:

مندرجہ ذیل کاموں کے لئے غسل مستحب ہے:

(۱) جمعہ کے دن کا غسل:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اذا جاء أحدكم الجمعة فليغتسل“

جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لئے آئے تو اسے غسل کرنا چاہئے۔

بخاری/ الجمعۃ ۸۷۷، مسلم/ الجمعۃ ۸۴۴

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”حق على كل مسلم أن يغتسل فى كل سبعة أيام يوما يغسل فيه راسه و جسده“

ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہفتہ میں ایک دن (جمعہ کو) غسل کرے، اس میں اپنا سر اور بدن دھوئے۔ (بخاری/ الجمعہ ح ۸۹۷، مسلم/ الجمعۃ ۸۴۹)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم“

جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب (مؤکد) ہے۔

بخاری/ الجمعہ ۸۷۹، مسلم/ الجمعۃ ۸۴٦

یہاں پر واجب اور حق کا معنی موکد کے ہیں۔

دیکھئے: نیل الاوطار للشوکانی ج۱/ ۳۳۲، شرح النووی علی صحیح مسلم ج۳/ ۱۳۹

مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا نہایت ہی پسندیدہ از روئے شرع مستحب و

مؤکد ہے، لیکن ایسا کرنا واجب نہیں کہ اس کا تارک گناہ گار ہو۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من توضأ يوم الجمعه فبها و نعمت و من اغتسل فهو افضل"

جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا، تو افضل ہے۔

ابوداؤد/ الطہارہ ۳۵۴، ترمذی ۴۹۷، نسائی ۱۳۷۸ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/۷ ح ۳۴۱، مشکاۃ المصابیح ۱/۱۱۸ ح ۵۴۰، امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث حسن ہے

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من توضأ فأحسن الوضوء ثم اتى الجمعة فاستمع و أنصت غفر له ما بينه و بين الجمعة و زيادة ثلاثة أيام ومن مس الحصا فقد لغا"

جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے آیا اور خاموش ہو کر خطبہ سنا، تو اس کے لئے جمعہ سے جمعہ تک اور تین دن زیادہ کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور جس نے (جمعہ کے دوران) کنکری کو بھی چھوا اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم/ الجمعۃ ۸۵۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی بابت فرماتے ہیں:

''یہ حدیث غسل جمعہ کے واجب نہ ہونے کی ٹھوس دلیل ہے۔''

دیکھئے: تلخیص الحبیر ج۲/ ۶۷

علامہ/ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غسل جمعہ سنت مؤکدہ ہے۔'' (دیکھئے: فتاوی اسلامیہ ج۱/ ۴۱۹)

(۲) احرام کا غسل:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے احرام کے

لئے اپنے کپڑے اتارے اور غسل کیا۔

ترمذی/ الحج ۸۳۰، دارمی ۱۷۹۴ (حسن) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۱/ ۱۷۸ ح ۱۴۹

(۳) مکہ میں داخل ہونے کا غسل:

نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حرم کے قریب پہنچتے تو تلبیہ بند کر دیتے، پھر ذی طوی میں رات گزارتے، وہاں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ (بخاری/ الحج ۱۵۷۳، مسلم/ الحج ۱۲۵۹/ ۲۲۷)

(۴) عرفہ کے دن کا غسل:

نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ احرام باندھنے سے پہلے اپنے احرام کے لئے، مکہ میں داخل ہونے کے لئے اور عرفات میں ٹھہرنے کے لئے عرفہ کی شام میں (ظہر کے بعد) غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک/ الحج ۳)

علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ، عرفہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہئے۔

بیہقی ۳/ ۲۷۸، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۱۷۶

(۵) ہر جماع کے بعد غسل کرنا:

رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنی تمام عورتوں کے پاس گئے ہر ایک کے پاس غسل کرتے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ سب سے فارغ ہو کر ایک بار غسل کیوں نہ کر لیتے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (یعنی ہر جماع کے بعد غسل کر لینا) زیادہ پاکیزہ اور بہتر ہے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۲۱۹، ابن ماجہ ۵۹۰ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۴۳ ح ۲۰۳، آداب الزفاف ص ۳۵

(۲) میت کو غسل دینے والا غسل کرے:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من غسل الميت فليغتسل و من حمله فليتوضأ"

جو شخص مردے کو غسل دے اسے چاہئے کہ وہ خود بھی غسل کرے اور جو اس کو اٹھائے وہ وضو کرے۔ (ابوداؤد، الجنائز ۳۱۶۱، ترمذی ۹۹۴ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/۱۷۳ ح ۱۴۴)

علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''حکم دینے سے غسل کرنا بظاہر ضروری محسوس ہوتا ہے، لیکن دیگر دلائل کو سامنے رکھیں تو واجب نہیں بلکہ مستحب اور بہتر معلوم ہوتا ہے۔''

(۱) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ليس عليكم في غسل ميتكم غسل اذا اغتسلتموه فان ميتكم ليس بنجس فحسبكم أن تغسلوا أيديكم "

جب میت کو غسل دو تو تم پر غسل کرنا ضروری نہیں، کیوں کہ تمہارے مردے نجس نہیں ہوتے، بس اپنے ہاتھ دھولو یہ کافی ہے۔ (مستدرک حاکم ۱/۳۸۶، سند حسن ہے۔)

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے، پھر ہم میں سے کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔''

دار قطنی ۲/۷۲، تاریخ بغداد ج ۵/۴۲۴، سند صحیح ہے، احکام الجنائز للالبانی ص ۹۷

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا، پھر وہاں پر موجود مہاجرین کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا کہ آج میں روزے سے ہوں اور آج سخت ٹھنڈک کا دن ہے، تو کیا میرے اوپر غسل کرنا واجب ہے، انہوں نے کہا: نہیں۔

موطا امام مالک، الجنائز باب غسل المیت ح ۳

معلوم ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے تا کہ اگر چھینٹیں وغیرہ پڑ گئی ہوں، تو اس سے صفائی حاصل ہو جائے۔

فتوی کمیٹی سعودی عرب نے بھی مستحب ہونے کا فتوی جاری کیا ہے۔

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/ ۳۱۸

(۷) مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا:

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ کا بوڑھا گمراہ چچا فوت ہو گیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنے باپ کو دفن کرو، پھر میرے پاس آنے تک کوئی کام نہ کرنا، علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دفنا کر حاضر ہوا، آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا، میں نے غسل کیا، آپ ﷺ نے میرے حق میں دعا فرمائی۔

ابوداؤد/ الجنائز ۳۲۱۴، نسائی ۱۹۰ (صحیح) دیکھئے: صحیح النسائی ح ۱۸۴، تمام المنۃ ص ۱۲۳

(۸) بے ہوشی کے بعد غسل کرنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں، ہم نے عرض کیا، نہیں، اے اللہ کے رسول وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے ایسا ہی کیا، پس آپ ﷺ نے غسل فرمایا، پھر کھڑے ہونا چاہا مگر غشی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو پھر فرمایا: لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو، ہم نے ایسا ہی کیا، پس آپ نے غسل فرمایا، پھر کھڑے ہونا چاہا، لیکن بے ہوشی طاری ہو گئی، پھر جب افاقہ ہوا،

تو فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں، ہم نے عرض کیا نہیں، اے اللہ کے رسول، وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں، فرمایا: میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو، پس آپ اٹھ بیٹھے اور غسل کیا، پھر کھڑے ہونا چاہا مگر بے ہوشی طاری ہوگئی، افاقہ ہوا تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں، اور لوگ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کا عشاء کی نماز میں انتظار کررہے تھے، بالآخر آپ نے ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بخاری/ الاذان ۶۸۷، مسلم/ الصلاۃ ۴۱۸)

آپ ﷺ نے تین بار غسل فرمایا حالانکہ آپ بیماری سے بوجھل تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ بے ہوشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (نیل الاوطار للشوکانی ج۱/ ۳۴۵)

(۹) استحاضہ والی عورت کا ہر نماز کے لئے یا دو نمازوں کو اکٹھی پڑھنے کے لئے غسل کرنا:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے زمانہ میں استحاضہ سے دوچار ہوئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۲۹۲ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۵۸ ح ۲۷۴، تمام المنۃ ص ۱۲۲

اور جب حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے بکثرت مسلسل خون استحاضہ آتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:.......... میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں، ان دونوں میں سے جس پر چاہو عمل کرلو، وہ تمہارے لئے کافی ہوگا اور اگر دونوں پر عمل کرلو تو تمہاری مرضی،.................... پھر آپ ﷺ نے حدیث کے آخر میں فرمایا: اور اگر تم یہ کرسکتی ہو کہ نماز ظہر کو مؤخر کرو اور عصر میں جلدی کرو اور غسل کرکے ان دونوں نمازوں کو اکٹھی پڑھ لو اور مغرب کو مؤخر کرو اور نماز عشاء کو جلدی کرو اور غسل کرکے ان دونوں نمازوں کو اکٹھی پڑھ لو اور نماز فجر کے لئے ایک غسل کرو، اگر یہ کرسکتی ہو تو ایسا کرلو اور

روزے بھی رکھو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۲۸۷ (حسن) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۵۶ ح ۲۶۷، الثمر المستطاب ۳۹، ارواء الغلیل ج۱/ ۲۰۲

(۱۰) دخول اسلام کا غسل:

ان لوگوں کی رائے کے مطابق جنھوں نے دخول اسلام پر غسل کو مستحب کہا ہے۔

(۱۱) عیدین کے دن کا غسل:

عید کا غسل مستحب ہے۔ (المغنی ج۳/ ۲۵۶، البدائع والصنائع ج۱/ ۲۷۹)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عیدین کے دن کے غسل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے، اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ غسل، غسل جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين فمن جاء الى الجمعة فليغتسل و ان كان طيب ليمس منه و عليكم بالسواك"

یقیناً اس (جمعہ کے دن) کو اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے عید بنایا ہے، پس جو شخص جمعہ کے لئے آئے، اس کو چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو استعمال کرے اور تم اپنے اوپر مسواک کو لازم کرلو۔

ابن ماجہ، اقامۃ الصلاۃ ۱۰۸۵ (حسن) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ج۱/ ۱۸۱ ح ۹۰۱، صحیح الترغیب و الترہیب ج۱/ ۴۴۲ ح ۷۰۷

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا سبب رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ عید کا دن ہے۔" (المغنی ج۳/ ۲۵۷)

تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا زیادہ اہم اور پسندیدہ ہوگا۔

علاوہ ازیں امام مالک رحمہ اللہ نے نافع سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

موطا امام مالک، العیدین ۲، مسند الشافعی ج۱/ ۳۰۷ ح ۳۱۸، مصنف عبدالرزاق ۳/ ۳۰۹

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ مذکورہ روایت کے نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

" و أنا أفعله" اور میں بھی غسل کرتا ہوں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"غسل عیدین کے مستحب ہونے پر سب سے اچھی دلیل سنن بیہقی (ج۳/ ۲۷۸) کی روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جمعہ، عرفہ، عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن غسل کرنا چاہئے۔" (ارواء الغلیل ج۱/ ۱۷۶، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔)

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عیدالفطر مین تین چیزیں سنت ہیں (۱) عیدگاہ پیدل چل کر جانا (۲) جانے سے پہلے کچھ کھانا (۳) غسل کرنا" (ارواء الغلیل ج۳/ ۱۰۴)

(۴) غسل کا شرعی معنیٰ:

مخصوص طریقہ سے پورے بدن پر پاک اور جائز پانی کے استعمال کو غسل کہا جاتا ہے۔ (منتہی الارادات لابن النجار ج۱/ ۷۸)

(۵) غسل کی شرائط:

(۱) اسلام (۲) عقل (۳) تمیز (۴) پانی کا پاک ہونا (۵) پانی کا جائز ہونا (۶) چمڑے تک پانی پہنچنے سے مانع چیز کا زائل کرنا (۷) موجب غسل کا ختم ہونا۔

منار السبیل ج۱/ ۵۷

(۶) غسل کے ارکان:

(۱) نیت:

چوں کہ نیت دل کے عزم کو کہتے ہیں اس لئے غسل کرنے والا غسل شروع کرتے وقت دل میں حدث اکبر (بڑی ناپاکی) سے پاکی حاصل کرنے کا ارادہ بٹھائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری ما نوی"

اعمال کا دارومدار نیتوں ہی پر ہے اور ہر آدمی کو اس کی نیت ہی کا پھل ملے گا۔

(۲) بدن کے ہر حصہ پر پانی پہنچانا:

غسل کرنے والا بدن کے ہر حصہ تک پانی پہنچائے، جس حصہ کا ملنا ممکن ہوا سے ملے اور جس پر پانی بہا سکے اس پر پانی بہائے یہاں تک کہ اسے غالب گمان ہو جائے کہ بدن کے ہر حصہ تک پانی پہنچ گیا ہے۔

(۳) بالوں کا خلال کرنا:

سر کے بالوں کا خلال کیا جائے تا کہ جڑ تک پانی پہنچ جائے۔

(۷) مسنونات غسل:

(۱) بسم اللہ پڑھنا، بعض کے نزدیک یاد ہونے کی صورت میں واجب ہے

اوربھول جانے کی صورت میں ساقط ہوجاتا ہے۔

(۲) ہاتھ کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھونا۔

(۳) جسم پر پانی بہانے سے پہلے شرمگاہ دھونا اور گندگی کو زائل کرنا۔

(۴) جسم دھونے سے پہلے اعضاء وضو کو دھونا (یعنی نماز کی طرح مکمل وضو کرنا)

(۸) مکروہات غسل:

(۱) ایک یا اس سے زائد سنتوں کا چھوڑ دینا۔

(۲) پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۹۲، ابن ماجہ ۲۶۷ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ۱/ ۲۰ ح ۸۳

"صـــاع" عہد نبوی کا ایک پیمانہ جو نئی تحقیق کے مطابق بہنے والی چیزوں میں ۴.۲۱۲ (چار لیٹر دوسو بارہ گرام) کے مساوی اور غلات میں ۲.۲۴ (دو کیلو چوبیس گرام) کے مساوی ہوتا ہے۔

"مـــد" عہد نبوی کا ایک پیمانہ جو لکڑی سے بنایا جاتا تھا اور وہ چوتھائی صاع کے مساوی ہوتا تھا اور ایک صاع دو کلو چوبیس گرام غلہ کے مساوی ہوتا ہے اس طرح ایک مد غلات میں ۸.۱۲ (آٹھ سو بارہ گرام) گیہوں اور بہنے والی چیزوں میں تقریبا چھ سو گرام کے مساوی ہوگا۔

الآنیۃ والأوعیۃ المستخدمۃ فی العہد النبوی للدکتور محمد بن فارس الجمیل ص ۱۶۳-۱۶۶

القاموس المحیط میں ہے کہ "مد" اس کو کہتے ہیں کہ متوسط قد وقامت کا انسان جب

اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر کسی چیز سے بھرلے، تو اسے "مد" کہا جاتا ہے۔

القاموس المحیط ۱/ ۴۰۷

(۳) گندی جگہ پر غسل کرنا کہ گندگی کے جسم پر آنے کا اندیشہ ہو۔

(۴) دیوار وغیرہ کے پردہ کے بغیر غسل کرنا:

جیسا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا اور آپ کا ایک کپڑے سے پردہ کیا.... پھر آپ نے غسل فرمایا۔

بخاری/ الغسل ۲۷۵

نیز رسول اللہ ﷺ نے جب ایک صحابی رسول کو کھلے میدان میں ننگے نہاتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: "ان اللـــه عـز وجـل حـي ستيـر يـحب الحياء و الستر فاذا اغتسل أحدكم فليستتر"

بیشک اللہ تعالی حیادار پردہ پوش ہے، شرم وحیاء اور پردہ کو پسند فرماتا ہے، لہذا جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ اختیار کرلے۔

ابو داؤد/ الحمام ۴۰۱۲، نسائی ۴۰۶، المعجم الکبیر ۲۲/ ۲۵۹ ح ۶۷۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۷/ ۳۶۷

(۵) ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنا جو بہتا نہ ہو۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم و هو جنب"

کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے، درآں حالیکہ وہ جنبی ہو، راوی نے پوچھا اے ابوہریرۃ! وہ کس طرح غسل کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں سے پانی لے لے کر غسل کرے۔ (مسلم/ الطہارۃ ۲۸۳)

(۹) غسل جنابت کا مسنون طریقہ:

ہم ذیل میں فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات پر مشتمل غسل کا مکمل طریقہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) غسل کرنے والا سب سے پہلے دل میں غسل کی نیت کرے۔

کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے جس کی وہ نیت کرے''۔ (بخاری، باب بدء الوحی ح ۱)

(۲) غسل شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے۔ (جیسا کہ وضو کے بیان میں گزر چکا ہے)

(۳) پھر تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھلے۔ (بخاری/الغسل ۲۵۷، مسلم/الحیض ۳۱۶)

(۴) بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو دھلے اور ہم بستری کی وجہ سے شرمگاہ اور اس کے گرد جو گندگی لگی ہو اسے زائل کرے۔ (بخاری/الغسل ۲۴۹، مسلم/الحیض ۳۱۷)

(۵) پھر بایاں ہاتھ جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا مٹی سے اچھی طرح صاف کرے۔
(بخاری ۲۶۶، مسلم ۳۱۷)

(۶) پھر نماز کی طرح مکمل وضو کرے۔ (بخاری ۲۴۸، مسلم ۳۱۶)

اور اگر چاہے تو نماز کی طرح وضو کرے لیکن اپنے دونوں پیروں کو نہ دھلے یہاں تک کہ غسل کے آخر میں دھلے، جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ (بخاری/الغسل ۲۴۹)

(۸) انگلیوں کو پانی سے تر کر کے داڑھی کے بالوں کی جڑوں کا خلال کرے۔
بخاری ۲۴۸، مسلم ۳۱۶

پھر اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالے اور اسے بالوں کی جڑوں تک پہنچائے۔
بخاری/الغسل ۲۴۸، مسلم/الحیض ۳۱۶

پہلے اپنے سر کے دائیں حصہ پر پھر بائیں اور پھر سر کے بیچ میں پانی ڈالے۔
بخاری/الغسل ۲۵۸، مسلم/الحیض ۳۱۸

(۹) پھر پورے بدن پر پانی بہائے۔ (بخاری/الغسل ۲۴۸، مسلم/الحیض ۳۱۶)

جسم کو خوب اچھی طرح دونوں ہاتھوں سے ملے تاکہ جسم کا کوئی حصہ خشک باقی نہ رہے۔

اور دونوں، بغلوں، ران کی جڑوں اور جسم کے جوڑوں پر خاص دھیان دے کہ کہیں وہ خشک نہ رہ جائیں۔

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو سب سے پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں دھلتے، پھر جوڑوں کو دھوتے۔
ابوداؤد/الطہارۃ ۲۴۳ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ۱/ ۴۸ ح ۲۲۳

(۱۰) پھر اپنی جگہ سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے اگر وضو کرتے وقت پاؤں نہ دھلے ہوں۔ (بخاری/الغسل ۲۴۹، مسلم/الحیض ۳۱۷)

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: زاد المستقنع ج ۱/ ۱۹۵، شرح العمدۃ ج ۱/ ۳۶۷، فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام ج ۱/ ۱۱۰

(۱۰) طریقہ غسل کی وضاحت کے لئے دو احادیث:

طریقہ غسل کی وضاحت کے لئے ہم ذیل میں دو احادیث پیش کرتے ہیں:

(۱) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو اس طرح شروع کرتے کہ (پہلے) دونوں ہاتھ (پہنچوں تک) دھوتے، پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتے ہیں، پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کر کے نکالتے اور اس سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے، پھر تین چلو پانی اپنے سر پر ڈالتے، اس کے بعد اپنے تمام بدن پر پانی بہاتے۔

بخاری/ الغسل ۲۴۸، مسلم/ الحیض ۳۱۶

(۲) میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر شرمگاہ کو دھویا، پھر بایاں ہاتھ جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا زمین پر رگڑا، اور اس کو دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر سر پر پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا، تین بار سر پر پانی ڈالا، پھر تمام بدن پر پانی ڈالا، پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔

بخاری/ الغسل ۲۴۹، مسلم/ الحیض ۳۱۷

لیکن اگر کسی شخص نے صرف واجبات کی ادائیگی پر اکتفا کیا یعنی نیت کیا اور پورے جسم اور بال کی جڑوں تک پانی پہنچا دیا تو اس کا یہ غسل پاکی کے حصول کے لئے کافی ہوگیا جو کام ناپاکی کی بنا پر اس پر حرام ہو گئے تھے، اب اس غسل سے وہ سب کام اس پر حلال ہو گئے۔

مذکورہ بالا توضیح کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ غسل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) غسل کامل (۲) کفایت کرنے والا غسل

غسل کامل وہ ہے جس میں تمام تر واجبات وسنن کا التزام کیا گیا ہو۔

اور کفایت کرنے والا غسل وہ ہے جو صرف واجبات کی ادائیگی پر مشتمل ہو۔

دیکھئے: الکافی لابن قدامہ ج۱/ ۱۳۱، الشرح المختصر علی متن زاد المستقنع ج۱/ ۱۹۵

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''غسل کرنے والا اگر پورے بدن پر پانی بہالے اور وضو نہ کرے تو اس نے ذمہ داری نبھا دی، کیوں کہ اللہ تعالی نے اس پر غسل فرض کیا ہے، البتہ رسول اللہ ﷺ کی

اقتداء میں غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔''

الاستذکار ۱/ ۲۶۰، التمہید ۲۲/ ۹۳

❁ بھول کر ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھ لینا:

''جو شخص بھول کر بغیر وضو یا جنابت کی حالت میں نماز پڑھ لے اور اسے بحالت نماز یا نماز کے بعد یاد آئے تو اس کی یہ نماز شروع سے باطل ہے، اسے چاہئے کہ وضو یا غسل کرے اور نماز کو دہرائے، کیوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لا تقبل صلاة بغير طهور" (مسلم ۲۲۴)

اللہ کوئی بھی نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں کرتا ہے

فقہ العبادات للعثیمین ص ۱۴۸

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز فجر پڑھائی نماز سے فراغت کے بعد اپنے کپڑے میں منی کا نشان دیکھا، تو غسل کیا، اپنے کپڑے کو دھلا اور دوبارہ نماز پڑھی۔

مؤطا امام مالک ج۱/ ۴۹ ح۱۱۱ ح۲۸۲، مصنف عبدالرزاق ج۲/ ۳۴۷ ح۳۶۴۴، بیہقی ۱/ ۴۰۵

آٹھویں فصل:

تیمّم کے احکام ومسائل

(۱) تیمّم کی مشروعیت:

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿.......... وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ (النساء:۴۳)

................اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہوکر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے، تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو، بے شک اللہ تعالی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں، ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنادیا گیا ہے، لہذا میری امت میں سے جس شخص پر بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے............‘‘

بخاری/التیمم ۳۳۵ مسلم/المساجد ومواضع الصلاۃ ح ۵۲۱

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے گرچہ دس برس پانی نہ پائے۔

ابو داؤد/الطہارۃ ۳۳۲، ترمذی ۱۲۴، نسائی ۳۲۳ (صحیح) صحیح ابوداؤد ۱/ ۶۷ ح ۳۲۱، مشکاۃ المصابیح ۱/ ۱۱۵ ح ۵۳۰

(۲) تیمّم کب جائز ہے؟

(ا) جب پانی نہ ملے:

بہت زیادہ ڈھونڈھنے پر بھی اگر پانی نہ ملے یا پانی کے حاصل کرنے میں جان کا ڈر ہو یا پانی کی جگہ تک پہنچنے میں نماز کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں بندہ مسلم کے لئے تیمّم جائز ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿.........فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ (النساء:۴۳)

اور تمہیں پانی نہ ملے، تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو، بے شک اللہ تعالی معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے گرچہ دس برس پانی نہ پائے۔

اور اگر راستہ میں کوئی درندہ، دشمن، آگ یا چور ہو جو پانی کے حصول میں رکاوٹ ہو .... یا پانی کے پاس اوباش قسم کے لوگ ہوں جن سے عورت اپنی عزت کا ڈر محسوس کرتی ہو، تو یہ لوگ پانی نہ پانے والے کے حکم میں ہیں اور ان کے لئے تیمّم جائز ہے۔

شرح العمدۃ لابن تیمیۃ ج ۱/ ۴۳۰، المغنی لابن قدامہ ج ۱/ ۳۱۵

(ب) جب سخت ٹھنڈک ہو:

موسم سرما میں پانی سخت ٹھنڈا ہو اور اس کے استعمال سے نقصان لاحق ہونے کا

اندیشہ ہوتو ایسی صورت میں تیمّم جائز ہے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک سرد رات میں مجھے احتلام ہوگیا، مجھے ڈر لاحق ہوا کہ اگر غسل کروں گا (تو ٹھنڈک کی شدت کی وجہ سے) مرجاؤں گا، میں نے تیمّم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی، جب ہم مدینہ آئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمرو تو نے اپنے ساتھیوں کو بحالت جنابت نماز پڑھا دی؟ تو میں نے آپ ﷺ سے غسل نہ کرنے کا سبب بیان کیا اور کہا: میں نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کو سنا ہے،

﴿وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً﴾

اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے اور آپ نے کچھ نہ کہا۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۳۳۴، دارقطنی ۶۷۰ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد/ ۶۸ ح ۳۲۳، ارواء الغلیل ج ۱/ ۱۸۱ ح ۱۵۴، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی سند قوی ہے، دیکھئے: فتح الباری ج ۱/ ۵۴۱

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس حدیث میں دلیل ہے کہ سخت ٹھنڈک کے وقت تیمّم جائز ہے۔'' (عون المعبود ج ۱/ ۴۰۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تیمّم اس شخص کے حق میں جائز ہے جو ٹھنڈک یا کسی اور وجہ سے پانی کے استعمال سے موت کا ڈر محسوس کرتا ہو'' (فتح الباری ۱/ ۵۴۱)

(ج) بیماری یا زخم ہو:

اگر پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھ جانے یا زخم کے ٹھیک ہونے میں تاخیر کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں تیمّم جائز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿..........وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاء أَحَدٌ مِّنكُم مِّن الْغَآئِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاء فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً فَامْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَفُوّاً غَفُوراً﴾ (النساء:۴۳)

............اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے، تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں نکلے ہم میں سے ایک شخص کے سر پر پتھر لگ گیا اور اس نے سر میں زخم کر ڈالا، پھر اس شخص کو احتلام ہوگیا، اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا، کیا تم لوگ میرے لئے شریعت میں تیمّم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لئے کوئی رخصت نہیں پاتے، کیوں کہ تم پانی پر قادر ہو، (یعنی پانی موجود ہے) اس زخمی نے غسل کیا اور مر گیا، پھر ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ناحق ان لوگوں نے اس کو قتل کیا، اللہ ان کو قتل کرے جب ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا تو پوچھ لینا تھا کیوں کہ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہے اس شخص کے لئے کافی تھا کہ تیمّم کر لیتا..............۔

ابو داؤد/ الطہارۃ ۳۳۶، ابن ماجہ ۵۷۲ (حسن) دیکھئے: تمام المنۃ ۱/ ۱۳۱، مشکاۃ المصابیح ۱/ ۵۱۱ ح ۵۳۱، ابن السکن نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: تلخیص الحبیر ج ۱/ ۱۴۷، شعیب الارناؤوط نے شواہد کی بناء پر اس حدیث کو حسن کہا ہے، دیکھئے: جامع الاصول ج ۷/ ۲۶۵

(د) سخت پیاس ہو یا شدت پیاس کی وجہ سے جان کا ڈر ہو:

اگر پانی تھوڑی مقدار میں موجود ہو لیکن اس بات کا ڈر ہو کہ اگر اس پانی سے وضو کرے تو پیاسا رہ جائے گا یا شدت پیاس سے مر جائے گا تو ایسی صورت میں پانی کو روک لے اور تیمّم کرے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض صحابہ کرام تیمّم کرتے تھے اور پینے کے لئے پانی بچا کر رکھتے تھے۔'' (مسائل امام احمد ج۱/۱۳)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر مسافر کے پاس پانی ہو اور اسے پیاس کا ڈر ہو تو وہ اپنے پانی کو پینے کے لئے بچا کر رکھے اور تیمّم کرے۔'' (الأوسط لابن المنذر ۲/ ۲۸)

اسی طرح اگر اپنے ساتھی یا کسی شخص یا کسی درندہ کو شدت پیاس سے مرتا ہوا دیکھے تو اسے پانی پلا دے اور تیمّم کر کے نماز پڑھے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی آدمی کے پاس ایک لوٹا پانی ہو اور وہ کچھ لوگوں کو پیاسا دیکھے تو کیا انھیں پانی پلا دے یا اس پانی سے وضو کرے؟ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: انھیں پانی پلا دے۔

المغنی لابن قدامہ ج۱/۳۴۴، الشرح الکبیر ج۲/ ۱۷۶

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک آدمی اپنا راستہ طے کر رہا تھا کہ اس پر پیاس نے بہت غلبہ کیا، چنانچہ اس نے ایک کنواں دیکھا تو وہ اس کے اندر اتر گیا اور پانی پی لیا، جب وہ باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور مارے پیاس کے مٹی چاٹ رہا ہے، اس آدمی نے اپنے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہوئی ہوگی جیسے مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اترا، اپنے موزے میں پانی بھرا اور اس کے منھ میں ڈال دیا، کتے نے پانی پی لیا، اللہ تعالی نے اس کے

اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی، لوگ عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں کے ساتھ احسان کرنے پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا: تر جگر والے ہر جاندار کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ہے۔'' (بخاری/ الادب ۶۰۰۹، مسلم/ السلام ۲۲۴۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک زناکار عورت نے سخت گرمی کے دن میں ایک کتے کو دیکھا کہ وہ شدت پیاس کی وجہ سے اپنی زبان نکالے ہوئے کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا، تو اس نے اپنے موزے کو نکالا اور اس سے پانی نکال کر اس کتے کو پلایا چنانچہ اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔

مسلم/ السلام ۲۲۴۵/ ۱۵۴/ ۱۵۵

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں:

''جب کتے کو پانی پلانے پر یہ اجر ملا تو دیگر مخلوقات احسان کی بدرجہ اولی مستحق ہیں۔''

(المغنی ۱/۳۴۴)

(۳) تیمّم کا طریقہ:

(۱) دل میں تیمّم کی نیت کریں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا دار ومدار نیتوں ہی پر ہے''، چوں کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اس لئے زبان سے نیت کرنا جائز نہیں ہے، نیز یہ کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل سے اس کا ثبوت نہیں ہے، اور یہ کہ اللہ دل کے ہر ارادہ سے واقف ہے۔

(۲) تیمّم کے شروع میں ''بسم اللہ'' کہیں۔ (ابوداؤد ۱۰۱، ابن ماجہ ۳۹۸)

(۳) اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پاک مٹی پر ایک بار ماریں، پھر کلائی تک دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر پھیر لیں اور چہرہ پر بھی ایک بار پھیر لیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا

بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ﴾ (المائدہ:٦)
اور تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، پھر اسے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مل لو۔

عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک مہم پر روانہ فرمایا، میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ مل سکا تو میں (طہارت حاصل کرنے کے لئے) زمین پر اس طرح لوٹ گیا جس طرح چوپایہ لوٹتا ہے، پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تمہارے لئے اتنا کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرتے''۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک بار زمین پر مارا اور ان پر پھونک ماردی، پھر انھیں اپنے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیر لیا۔

بخاری/التیمم ٣٣٨، مسلم/الحیض ٣٦٨، سنن ابوداؤد، الطہارۃ باب التیمم ح٣٢١

(۴) جنابت کی حالت میں تیمّم:

جس طرح وضو کے بدلہ تیمّم جائز ہے اسی طرح پانی نہ ملنے یا اس کے استعمال سے عاجزی کی صورت میں غسل جنابت کے بدلہ بھی تیمّم جائز ہے۔

عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نماز سے پھرے تو اچانک آپ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھے ہوئے تھے اور انھوں نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ انھوں نے کہا: مجھے جنابت لاحق ہوئی اور پانی نہ مل سکا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر مٹی (سے تیمّم کرنا) لازم ہے، پس وہ تمہارے لئے کافی ہے۔ (بخاری/التیمم ٣٤٤، مسلم/المساجد ٦٨٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس واقعہ میں جنبی کے لئے تیمّم کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔'' (فتح الباری ج١/ ٥٣٧)

امام ترمذی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''تمام فقہاء کا یہی کہنا ہے کہ جنبی اور حائضہ جب پانی نہ پائیں تو تیمّم کرکے نماز پڑھیں۔'' (ترمذی ص٣٣)

(۵) تیمّم کو توڑ دینے والی چیزیں:

(١) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، انھیں چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
(المغنی ج١/ ٣٥٠)

کیوں کہ تیمّم وضو کے قائم مقام ہے، لہٰذا جن چیزوں سے وضو ٹوٹے گا، انہیں چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جائے گا، مثلاً کسی نے چھوٹی ناپاکی کی صورت میں تیمّم کیا، پھر اس نے پیشاب کیا یا وضو کو توڑ دینے والی کوئی چیز اسے لاحق ہوئی تو اس کا تیمّم باطل ہوگیا۔

(٢) اگر پانی کی عدم موجودگی کی بنا پر تیمّم کرلیا تو پانی مل جانے کی صورت میں تیمّم ٹوٹ جائے گا۔

جیسا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے گرچہ دس برس پانی نہ پائے اور جب پانی پائے، تو اس کو اپنے چمڑے سے لگائے یہ اس کے حق میں بہتر ہے''۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ٣٣٢، ترمذی ١٢٤، نسائی ٣٢٣ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ١/ ٦٧ ح٣٢١، مشکاۃ المصابیح ١/ ١١٥ ح٥٣٠

(٣) اگر پانی کے استعمال سے عاجزی کی صورت میں تیمّم کیا ہو تو عاجزی کے زائل ہوجانے اور پانی کے استعمال پر قادر ہوجانے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔
الملخص الفقہی للفوزان ٤٧

(۶) وہ شخص جو پانی اور مٹی دونوں نہ پائے:

جو شخص کسی ایسی جگہ پر ہو جہاں پانی اور مٹی دونوں نہ پائے تو وہ بغیر وضو اور بغیر تیمّم کے نماز پڑھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنی (ہمشیرہ) اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار منگنی لیا اور وہ کہیں گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا، ہار تو مل گیا لیکن اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا، اس لئے انھوں نے بے وضو نماز پڑھ لی، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، تو اللہ تعالی نے تیمّم کی آیت نازل فرما دی۔

بخاری/التیمم باب اذا لم یجد ماء اولا ترابا ح ۳۳۶، مسلم، الحیض باب التیمم ح ۳۶۷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ اس شخص پر نماز واجب ہے جو پانی اور مٹی دونوں نہ پائے، کیوں کہ صحابہ نے پانی نہ پانے کی صورت میں بھی نماز کو واجب سمجھ کر اس کی ادائیگی کی اور اگر ایسے وقت میں بلا وضو نماز پڑھنا ممنوع ہوتا تو نبی ﷺ ان کے اس عمل پر نکیر کرتے۔'' (فتح الباری ج۱/۵۲۴)

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:۱۶)

پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

''جب میں تمہیں کسی بات سے روکوں تو اس سے اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو طاقت بھر اس کی تعمیل کرو۔''

بخاری/ الاعتصام ۲۱۴۸، مسلم/ الحج ۱۳۳۷

صاحب دلیل الطالب لکھتے ہیں:

''اگر پانی اور مٹی دونوں نہ پائے تو جس حالت میں بھی ہو قدر کفایت صرف فرض پڑھ لے اور پانی یا مٹی مل جانے پر نماز نہ دھرائے۔'' دیکھئے: دلیل الطالب ج۱/ ۶۷

(۷) ہر نماز کے لئے تیمّم:

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمّم ضروری ہے، کیوں کہ ان کے نزدیک نماز کا وقت ختم ہو جانے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے، لیکن یہ قول محل نظر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ وقت کے نکلنے سے تیمّم نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ ایک تیمّم سے کئی نمازیں جائز ہیں جب تک کہ تیمّم کو توڑ دینے والی کوئی چیز لاحق نہ ہو، مثلاً اگر کسی نے نماز ظہر کے لئے تیمّم کیا تو عصر و مغرب اور عشاء وغیرہ بھی پڑھ سکتا ہے جب تک کہ اپنے تیمّم پر برقرار رہے، ہر نماز کے لئے تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تیمّم مطلقاً پانی کے قائم مقام ہے، چنانچہ تیمّم سے وہی چیزیں جائز قرار دی جائیں گی جو پانی سے جائز قرار دی جاتی ہیں اور نماز کا وقت ہونے سے پہلے بھی تیمّم جائز ہوگا جس طرح وقت سے پہلے وضو جائز ہے اور یہ تیمّم نماز کا وقت ختم ہو جانے پر بھی باقی رہے گا جس طرح پانی سے حاصل کی گئی طہارت نماز کا وقت ختم ہو جانے پر بھی باقی رہتی ہے۔'' مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج۲۱/ ۴۳۶

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ہر نماز کے لئے جداگانہ تیمّم فرماتے اور نہ ہی آپ نے اس کا حکم دیا بلکہ تیمّم کو ٹھیک وضو کے قائم مقام قرار دیا ہے۔'' زاد المعاد ۱/ ۲۰۰

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’درست بات یہ ہے کہ تیمّم نماز کا وقت ختم ہوجانے سے باطل نہیں ہوتا ہے، اگر آپ نے نماز فجر کے لئے تیمّم کیا اور عشاء تک اپنی طہارت پر باقی رہے تو آپ کا تیمّم صحیح ہے۔‘‘ (الشرح الممتع ۱/۳۴۰)

(۸) تیمّم سے نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جانا:

اگر تیمّم سے نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے یا اس کے استعمال پر قدرت حاصل ہوجائے تو نماز دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے، نماز کا وقت ہوگیا اور ان دونوں کے پاس پانی نہ تھا، ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کرکے نماز پڑھ لی، پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے نے دوبارہ نماز نہ پڑھی، پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اس معاملہ کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: جس نے دوبارہ نماز نہ پڑھی تھی، تو نے سنت کو پالیا اور تمہاری پہلی نماز تمہارے لئے کافی ہوگئی اور جس نے وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھی تھی اس سے فرمایا: تجھے دوہرا ثواب ہے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۳۳۸، نسائی ۴۳۱ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج۱/ ۶۹ ح ۳۲۷، مشکاۃ المصابیح ج۱/ ۱۱۶ ح ۵۳۳

(۹) تیمّم کے لئے اپنے ہاتھوں کو مٹی پر دوبار مارنا:

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ تیمّم کے لئے اپنے ہاتھوں کو مٹی پر دوبار مارا جائے اور کہنیوں تک تیمّم کیا جائے۔

ان کا مستدل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"التیمم ضربتان : ضربة للوجه و ضربة لليدين الى المرفقين"

تیمّم کے لئے اپنے ہاتھوں کو مٹی پر دو بار مارنا ہے ایک بار چہرے کے لئے اور دوسری بار دونوں ہاتھوں کے لئے کہنیوں تک۔

دارقطنی، الطہارۃ باب التیمم ح ۶۸۵، المعجم الکبیر ۱۲/ ۳۶۷، مستدرک حاکم ج۱/ ۲۸۷ ح ۶۳۴

واضح رہے کہ اس حدیث کی سند میں علی بن ظبیان راوی ہیں جس کی وجہ سے اہل علم نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’علی بن ظبیان بغداد کے قاضی ضعیف ہیں۔‘‘ دیکھئے: تقریب التہذیب ج۱/ ۴۰۲

ابن نمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’علی بن ظبیان ضعیف ہیں، اپنی تمام تر حدیثوں میں غلطی کرتے ہیں، یحی بن سعید، ابن معین اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے کہا: لائق اعتبار نہیں ہیں، نسائی، ابوحاتم الرازی اور ازدی رحمہم اللہ نے کہا: متروک ہیں، ابوزرعہ رحمہ اللہ نے کہا: غایت درجہ ضعیف ہیں، دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا: ضعیف ہیں، ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: ان کی مرویات قابل احتجاج نہیں ہیں۔‘‘

دیکھئے: الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج۲/ ۱۹۵

یحی بن معین رحمہ اللہ نے کہا: علی بن ظبیان کذاب خبیث ہیں۔

دیکھئے: میزان الاعتدال فی نقد الرجال ج۵/ ۱۶۳

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’میں کہتا ہوں کہ علی بن ظبیان کو قطان، ابن معین اور بہت سے اہل علم نے ضعیف

قرار دیا ہے۔" دیکھئے: تلخیص الحبیر ج ۱/۱۵۱

ابو حاتم البستی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"علی بن ظبیان کوفہ کے رہنے والے بغداد کے قاضی تھے، وہ احادیث میں الٹ پلٹ کر دیا کرتے تھے اور جان نہیں پاتے تھے، آثار میں غلطی کرتے تھے اور سمجھ نہیں پاتے تھے، جب ان کی روایتوں میں ایسا بکثرت ہونے لگا تو محدثین نے ان کی احادیث کو نا قابل احتجاج قرار دیا۔" دیکھئے: المجروحین لابی حاتم البستی ۲/۱۰۵

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"تیمّم کے لئے اپنے ہاتھوں کو مٹی پر دو بار مارنے والی حدیثیں ضعیف ہیں۔" المغنی ج ۱/۳۲۲

حافظ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رہا مسئلہ ان تینوں حدیثوں کا جن سے لوگوں نے تیمّم کے دو ضربہ ہونے پر استدلال کیا ہے، تو ان سبھی احادیث میں علت اور خرابی ہے، ان میں سے کسی سے بھی دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے۔" الأوسط لابن المنذر ج ۲/۵۳

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے تیمّم کے لئے اپنے ہاتھوں کو دو بار مٹی پر مارا ہو اور کہنیوں تک تیمّم کیا ہو۔" زاد المعاد ۱/۲۰۰

نویں فصل:

بعض نجاستوں کی تطہیر کا بیان

جس طرح نماز کے لئے حدث اصغر و اکبر سے پاکی ضروری ہے، اسی طرح بدن، کپڑے اور نماز کی جگہ کا ہر نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے، ذیل میں ہم بعض نجاستوں اور ان کو پاک کرنے کا مسنون طریقہ ذکر کرتے ہیں۔

❁ آدمی کا پیشاب:

آدمی کا پیشاب ناپاک ہے، اگر کپڑے میں لگ جائے، تو اس کو دھل کر زائل کیا جائے، کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کی بابت فرمایا جسے قبر میں عذاب دیا گیا

" انہ کان لا یستتر من بولہ" وہ اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ (بخاری/ الوضوء ۲۱۶، مسلم/ الطہارۃ ۲۹۲)

❁ بچے کا پیشاب:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بچے کے پیشاب پر چھینٹا مارا جاتا ہے اور بچی کے پیشاب کو دھلا جاتا ہے۔

ابوداؤد/ الطہارۃ ۳۷۶، ۳۷۷، نسائی ۳۰۵، ابن ماجہ ۵۲۶ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/۱۸۸ ح ۱۶۶

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک کہ وہ دونوں کھانا نہ کھاتے ہوں، جب کھانا کھانے لگیں، تو ان دونوں کے پیشاب کو دھلا جائے گا۔

ابوداؤد ۳۷۸ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۷۶ ح ۳۶۴

ام قیس رضی اللہ عنہا اپنے چھوٹے (شیر خوار) بچے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا، بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا، تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔ (بخاری/الوضوء۲۲۳، مسلم/الطہارۃ ۲۸۷)

لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کردیا (جو ابھی شیر خوار ہی تھے) میں نے عرض کیا کوئی اور کپڑا پہن لیں اور تہ بند مجھے دیں، تاکہ اسے دھودوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔

ابوداؤد/الطہارۃ ۳۷۵، ابن ماجہ ۵۲۲ (حسن صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ۱/ ۵۷ ح ۳۶۱

❁ ماکول اللحم جانور کا پیشاب:

جن جانوروں کے گوشت کھائے جاتے ہیں، ان کے پیشاب اور گوبر پاک ہیں، مثلا اونٹ، گائے، بکری وغیرہ، کیوں کہ نبی ﷺ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو صدقہ کے اونٹوں کے پیشاب اور دودھ کے پینے کا حکم دیا تھا۔ (بخاری/الوضوء۲۳۳، مسلم/القسامہ ۱۶۷۱)

نیز یہ بھی ثابت ہے کہ نبی ﷺ مسجد کی تعمیر سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری/الوضوء۲۳۴ مسلم/المساجد ۵۲۴)

اور جب ایک صحابی نے سوال کیا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھوں، تو آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا: ''ہاں''۔ (مسلم/الحیض ۳۰۶)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

''بلاشبہہ پیتے وقت یہ پیشاب منہ، ہاتھ، کپڑے اور برتن وغیرہ کو لگتے رہے ہوں

گے، لیکن آپ ﷺ نے نماز کے لئے منہ، ہاتھ اور کپڑے کو دھلنے کا حکم نہیں دیا، اگر یہ پیشاب ناپاک ہوتا، تو آپ ﷺ دھلنے کا حکم ضرور دیتے، چنانچہ یہ دلیل ہے کہ ماکول اللحم کا پیشاب پاک ہے۔

آپ ﷺ نے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی اور نماز کی جگہ، کپڑا وغیرہ بچھانے کی کوئی شرط نہ لگائی، جس سے پیشاب کے لگنے سے بچا جاسکے، یہ ماکول اللحم کے پیشاب کے پاک ہونے کی واضح دلیل ہے۔

مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۵۵۸-۵۷۲

❁ غیر ماکول اللحم جانور کا پیشاب:

جن جانوروں کے گوشت کھائے نہیں جاتے ہیں ان کے پیشاب اور گوبر آدمی کے پیشاب کی طرح ناپاک ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قضائے حاجب کا ارادہ کیا، تو آپ ﷺ نے مجھے تین پتھر لانے کا حکم دیا، مجھے دو پتھر ملے، تیسرا نہ ملا، لہذا میں نے تیسرے کے عوض لید لے لی اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دونوں پتھروں کو لے لیا اور لید پھینک دی، اور فرمایا یہ ناپاک ہے۔ (بخاری/الوضوء۱۵۶)

صحیح ابن خزیمہ میں یہ اضافہ ہے کہ وہ لید گدھے کی تھی۔

دیکھئے: صحیح ابن خزیمہ ۱ص ۳۹ ح ۷۰

❁ حیض آلود کپڑا:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جس کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے، تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اسے چٹکیوں سے مل ڈالے، پھر پانی سے رگڑ کر اور دھو کر صاف کرے اور اس میں نماز پڑھے۔ (بخاری، الوضوء ۲۲۷، مسلم، الطہارۃ ۲۹۱)

❁ منی لگا ہوا کپڑا:

اہل علم کے راجح قول کے مطابق منی پاک ہے۔

شرح النووی علی صحیح مسلم ۲/۲۰۲، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/۳۸۱

چنانچہ اگر منی کپڑے میں لگ جائے، تو اس کی صفائی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اگر تر ہو، تو دھل دیا جائے اور اگر خشک ہوگئی ہو، تو کھرچ دیا جائے۔

عائشۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو ڈالتی تھی اور آپ اس کپڑے میں نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان کپڑے پر ہوتا تھا۔ (بخاری، الوضوء ۲۲۹ مسلم، الطہارۃ ۲۸۹)

عائشۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر جب منی خشک ہو جاتی، تو میں اس کو اپنے ناخن سے کھرچ دیتی۔ (مسلم/ الطہارۃ باب حکم المنی ۲۹۰)

❁ نجاست آلود جوتا:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی اپنے جوتوں سمیت گندگی پر چل جائے، تو مٹی اس کو پاک کر دینے والی ہے۔ (یعنی زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔)

ابوداؤد/ الطہارۃ ۳۸۵، صحیح ابن حبان ۴/ ۲۴۹ ح ۱۴۰۳، مستدرک حاکم ج ۱/ ۱۷۲ ح ۵۹۱ (صحیح)
دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج ۱/ ۷۷ ح ۳۷۱

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو دیکھ لے اگر جوتوں میں گندگی لگی ہو تو (زمین پر) رگڑنے کے بعد ان میں نماز پڑھے۔

ابو داود/ الصلاۃ ۶۵۰، صحیح ابن حزیمہ ۱/ ۳۸۴ ح ۷۸۶، مسند احمد ۳/ ۹۲ ح ۱۱۸۵۹، شرح معانی الآثار ج ۱/ ۵۱۱ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/ ۱۲۸ ح ۶۰۵، الثمر المستطاب ص ۶۰۱

❁ کتے کا برتن میں منہ ڈال دینا:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کتا کسی برتن سے پی لے، تو برتن کو سات بار پانی سے دھو ڈالے اور پہلی بار مٹی سے مانجے۔ (مسلم، الطہارۃ ۲۷۹)

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے "فلیرقہ" کہ اس برتن میں جو کچھ کھانے پینے کی چیز ہو، اسے پھینک دے۔

❁ بلی کا جوٹھا پاک ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے وضو کرتے، حالانکہ اس پانی سے بلی پی چکی ہوتی۔

ابن ماجہ/ الطہارۃ ۳۶۸، دارقطنی ۱/ ۶۹ ح ۱۷ (صحیح) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ج ۱/ ۶۴ ح ۲۹۵

کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (اور وہ ابن ابی قتادہ کی زوجیت میں تھیں) کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو کبشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے وضو کا پانی انڈیلا، ایک بلی آئی اور اس میں سے پینے لگی، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے برتن اور ٹیڑھا کر دیا، یہاں تک کہ اس نے اچھی طرح پی لیا، کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کی جانب (بطور تعجب) دیکھتے ہوئے دیکھا تو کہا: اے بھتیجی کیا تمھیں اس پر تعجب ہو رہا ہے، میں نے کہا: "ہاں" تو

قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"انها ليست بنجس انها من الطوافين عليكم و الطوافات"

(بلی) یہ ناپاک نہیں ہے، یہ تمہارے اوپر (گھروں میں) چکر لگانے والی ہے۔

ابوداؤد/الطہارۃ ۷۵، ابن ماجہ ۳۶۷، مؤطا امام مالک ۲۲/۱، مسند احمد ۳۰۳/۵، دارمی ۲۰۳/۱، (صحیح) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ج۱/ ۱۷ ح ۶۸، ارواء الغلیل ۱۹۲/۱ ح ۱۷۳، مشکاۃ المصابیح ج۱/۱۰۴ ح ۴۸۲

❁ نیند سے بیدار ہو کر:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده فی الاناء حتی يغسلها ثلاثا فانه لا يدری أين باتت يده"

جب کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو (پانی کے) برتن میں اپنا ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے تین بار دھولے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ نیند میں کہاں کہاں پڑا ہے۔ (بخاری/الوضوء ۱۶۲، مسلم/الطہارۃ ۲۷۸، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔)

❁ زمین کی پاکی:

اگر وہ گندگی پاخانہ ہو، تو اس کو وہاں سے زائل کیا جائے اور اس پر پانی بہادیا جائے اور اگر پیشاب ہو، تو اس پر پانی بہادینا کافی ہے، جیسا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کردیا اور لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعوه و أهريقوا علی بوله سجلا من ماء" اسے چھوڑ دو اور (جگہ کو پاک کرنے کے لئے) اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو۔ (بخاری/الوضوء ۲۲۰، مسلم/الطہارۃ ۲۸۴)

❁ گندگی کی حالت میں نماز پڑھ لینا:

نماز کی شرطوں میں سے ہے کہ نمازی کا بدن، کپڑا اور نماز کی جگہ ہر طرح کی گندگی سے پاک ہو، لہذا جو شخص بھول کر اس حالت میں نماز پڑھ لے کہ اس کے بدن یا کپڑے یا نماز کی جگہ پر گندگی ہو، اس کے مندرجہ ذیل تین احوال ہیں:

(۱) نمازی کو بحالت نماز یاد آئے کہ اس کے بدن، کپڑے یا نماز کی جگہ پر گندگی ہے، چنانچہ اگر بے پردہ ہوئے اس گندگی کے زائل کرنے کا امکان ہو تو زائل کردے اور اپنی نماز کو جاری رکھے اس کی یہ نماز صحیح ہوگی۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران اپنے جوتے نکال دئے، جب جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے خبر دی کہ آپ کے جوتے میں گندگی لگی ہوئی ہے۔

ابوداؤد/الصلاۃ ۶۵۰ (صحیح) دیکھئے: ارواء الغلیل ج۱/۳۱۴ ح ۲۸۴

(۲) اگر نماز کے دوران اس گندگی کے زائل کرنے کا امکان نہ ہو تو اپنی نماز سے لوٹ جائے اور گندگی کے زائل کرنے کے بعد دوبارہ نماز ادا کرے۔

(۳) اگر نماز سے لوٹنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے اس حال میں نماز پڑھی ہے کہ اس کے بدن، کپڑے یا نماز کی جگہ پر گندگی تھی تو اس کی نماز صحیح ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھول کر گندگی آلود جوتے میں نماز کا جو حصہ ادا کیا تھا، جبرئیل علیہ السلام کی خبر دینے پر اسے نہیں دہرایا، بلکہ اپنی نماز کو جاری رکھا، نیز یہ کہ اللہ نے امت سے بھول چوک کو معاف کردیا ہے۔

المغنی ۴۶۶/۲، الکافی ج۱/ ۲۳۷، الملخص الفقہی ص ۱۱۲

خاتمہ:

کتاب میں وارد بعض اہم اصطلاحات کی وضاحت

❁ حدیث کی تعریف:

رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر (اجازت) کو حدیث کہتے ہیں۔

❁ اثر کی تعریف:

وہ جس کی نسبت صحابی یا تابعی کی جانب کی گئی ہو۔

❁ حدیث قدسی کی تعریف:

وہ حدیث جس کو نبی ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا ہو، اسے حدیث الٰہی اور حدیث ربانی بھی کہا جاتا ہے۔

❁ صحیح کی تعریف:

جس حدیث کے راوی ثقہ وپرہیزگار اور قابل اعتبار حافظہ کے مالک ہوں اور سلسلہ سند آخر تک متصل ہو۔

❁ حسن کی تعریف:

جس حدیث کے راوی صحیح حدیث کی نسبت حافظے میں کم ہوں، باقی شرائط وہی ہوں، یعنی ثقہ اور پرہیزگار ہوں اور سلسلہ سند آخر تک متصل ہو۔

❁ ضعیف کی تعریف:

وہ حدیث جس میں صحیح اور ضعیف کی شرطیں نہ پائی جائیں۔

❁ موضوع کی تعریف:

رسول اللہ ﷺ پر من گھڑت حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الباعث الحثیث لابن کثیر، مصطلح الحدیث للعثیمین، مصطلحات محمد اقبال کیلانی

❁ دو اہم مسئلے:

❁ ضعیف کا حکم:

اہل علم کے درمیان ضعیف حدیث پر عمل کی بابت اختلاف ہے کہ آیا اس پر عمل جائز ہے یا نہیں، جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل، اسے دلیل قرار دینا اور اس کے ضعف کو بیان کئے بغیر اس کو ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں ترغیب وترہیب کے باب میں اس پر عمل اور اس کا ذکر کرنا جائز ہے، لیکن وہ مندرجہ ذیل تین شرائط کے ساتھ مشروط ہے:

پہلی شرط: اس حدیث کا ضعف انتہائی سخت نہ ہو، یعنی حدیث غایت درجہ ضعیف نہ ہو۔

دوسری شرط: وہ اصل عمل جس کی بابت اس ترغیب وترہیب کو ذکر کیا گیا ہے دوسرے صحیح دلائل سے ثابت ہو۔

تیسری شرط: اس پر عمل کرتے وقت اس بات کا اعتقاد نہ رکھے کہ نبی ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔

ملاحظہ ہو: مصطلح الحدیث للعثیمین ص ۱۶، توجیہ النظر الی أصول الاثر ج ۲/۶۵۳، تیسیر مصطلح الحدیث د محمود الطحان ص ۶۴ (تینوں کتابوں سے ملخص)۔

❁ موضوع کا حکم:

اہل علم کا اتفاق ہے کہ موضوع حدیث پر عمل، اسے دلیل قرار دینا اور اس کے موضوع (من گڑھت اور جھوٹے) ہونے کو ذکر کئے بغیر اس کو بیان کرنا جائز نہیں ہے نہ تو احکام نہ ہی قصص اور نہ تو ترغیب وترہیب کے باب میں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهو احد الکاذبین“

مسلم باب وجوب الروایۃ عن الثقات وترک الکذابین والتحذیر من الکذب علی رسول اللہ بروایت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ

جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی وہ جانتا ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

ملاحظہ ہو: مصطلح الحدیث للعثیمین ص ۳۶، اُصول الحدیث د. محمد عجاج الخطیب ص ۴۵۵، تیسیر مصطلح الحدیث د. محمود الطحان ص ۸۹ (تینوں کتابوں سے ملخص)۔